THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday the May 21, 2024

(338th Session)

Volume IV, No.01

(Nos. 01-03)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IV — SP.IV (01)/2024

No.01 — 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 2
3. Resolution moved by Senator Shery Rehman expressing profound grief and sorrow on the martyrdom of Iranian President and Foreign Minister in the helicopter crash on 19th May, 2024 3
4. Leave of Absence 4
   - Senator Azam Nazeer Tarar (Federal Minister for Law and Justice) 5
5. Laying of The Apostille Ordinance, 2024 (No. I of 2024) 7
6. Laying of The Cannabis Control and Regulatory Authority Ordinance, 2024 (No. IV of 2024) 9
7. Laying of The Seed (Amendment) Ordinance, 2024 (No. II of 2024) 10
8. Calling Attention Notice raised by Senator Qurat-Ul-Ain Marri, regarding imposition of tax on Solar Energy users 13
   - Awais Ahmad Khan Leghari (Minister for Power) 15
9. Point of order raised by Senator Atta Ur Rehman regarding delay in Senate Elections of KP Province 20
   - Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Parliamentary Affairs) 21
10. Point of Public Importance raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition regarding physical attack on PTI Spokesperson Rauf Hassan . 22
11. Point of Public Importance raised by Senator Hidayatullah Khan regarding physical attack on Pakistani Students in Kyrgyzstan 24
12. Point of public importance raised by Senator Khalil Tahir regarding discriminatory job advertisement published in the newspaper 26
13. Point of public importance raised by Senator M. Fesal Vawda regarding rule of law in the country and role of judiciary 28
   - Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the Opposition) 39
   - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 48
   - Senator Qurat-Ul-Ain Marri 55
   - Senator Manzoor Ahmed 59
14. Explanation by Senator Azam Nazeer Tarar, Federal Minister for Law regarding Federal Government’s response to the issue of Pakistani students in Bishkek 64

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Tuesday, the May 21, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا
لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا
یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا، وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا) ہے یہ خدائے رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں

مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔

(سورۃ الاعراف آیات نمبر ۵۴ تا ۵۶)

Panel of Presiding Officers

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پریذائیڈنگ آفیسرز کے پینل میں سینیٹر شیری رحمان صاحبہ، سینیٹر سید فیصل علی سبزواری صاحب اور سینیٹر بشریٰ انجم بٹ صاحبہ شامل ہیں۔ سب سے پہلے ایرانی صدر اور وزیر خارجہ کا جو حادثہ ہوا ہے، اس پر ملک اور قوم کو بڑا دکھ ہوا ہے۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے سینیٹر علامہ ناصر عباس صاحب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کروادیں۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب، وفاقی وزیر برائے قانون۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون): جناب چیئرمین! یہ ایک بڑا الم ناک حادثہ ہے اور آج کابینہ میں بھی ایک قرارداد پاس کی گئی جس میں ہمارے جو ایرانی بھائی ہیں اور ریاست ایران سے افسوس کا اظہار کیا گیا، ایک تعزیتی قرارداد تھی، جیسے ہم نے Business Advisory میں ایک draft تیار کیا۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو سینیٹر شیری رحمان صاحبہ قرارداد پڑھ لے سب نے دیکھی ہوئی ہے تاکہ ہماری طرف سے ان کٹھن حالات میں ایک solidarity کا پیغام جائے۔

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ جناب قائم مقام چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتی ہوں۔ امید ہے کہ یہ مشترکہ طور پر قبول ہوگی۔

Resolution moved by Senator Shery Rehman expressing profound grief and sorrow on the martyrdom of Iranian President and Foreign Minister in the helicopter crash on 19th May, 2024

This House expresses its profound grief and sorrow on the martyrdom of His Excellency Mr. Ebrahim Raisi, President of brotherly Islamic Republic of Iran, His Excellency Hossein Amir-Abdollahian, Foreign Minister of Iran and their companions, in a tragic helicopter crash on 19th May 2024.

President Raisi was a great leader of the Muslim world and a true friend of Pakistan. Pakistan stands in solidarity with the Iranian nation in this hour of grief we join our Iranian brothers and sisters in mourning this irreparable loss.

The untimely demise of President Raisi and those traveling with him is not only a huge loss to their families and the Iranian nation but the entire Muslim Ummah.

The Government and the people of Pakistan extend their sincerest prayers that may Allah Almighty bless the departed souls.

The Government of Pakistan has observed one day of national mourning on 21st May 2024 to honour the most precious lives lost in the tragedy.

A copy of the resolution may be forwarded to His Excellency, the Ambassador of the Islamic Republic of Iran in Pakistan. If you please, thank you Mr. Acting Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ شیری رحمان صاحبہ۔اب میں یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: قرارداد منظور کی جاتی ہے۔Order No.02 پر ہمارے پاس چھٹی کی درخواستیں آئی ہیں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سرمد علی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 337 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 29 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر احمد خان صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 337 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 29 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر سعید احمد ہاشمی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 337 ویں مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لئے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 21 تا 24 مئی شرکت نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 21 تا 24 مئی شرکت نہیں کر سکیں گی۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترکئی صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 337 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 25 تا 26 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: اب Order No.3 پر جو وقفہ سوالات ہے، اس حوالے سے وفاقی وزیر برائے قانون صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Federal Minister for Law and Justice)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف): Material تو آگیا ہے اور آج ایوان کا business بہت تھوڑا ہے اور ہمارا یہ اجلاس کل بھی چلے گا۔ جیسا کہ آپ نے business advisory میں طے کیا اور پھر جمعہ کو بھی ہوگا۔ تو صرف پانچ چھ سوالات ہیں اور ان میں کچھ سوالات کل کے لئے بھی ہیں۔ دو وزرا نے مجھے خصوصی طور پر request کی تھی

چونکہ ضمنی سوالات بھی آتے ہیں تو either they would be submitting written replies جو میں کر دوں لیکن میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ خود آئیں۔ جناب! اگر اس کو کل کے لئے defer کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ جناب یہ صرف چھ سوالات ہیں اور جو زیادہ تر محرکین ہیں انہوں نے بھی کہا ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ صرف پانچ چھ سوالات ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی یہ صرف پانچ چھ سوالات ہیں۔ اگر یہ ایوان اجازت دے اور آپ حکم فرمائیں تو اس کو کل پر لے جایا جائے تاکہ سوالات کے proper جوابات آئیں۔ یہ پارلیمان کا حق ہے کہ information complete ہو اور پھر جو ضمنی سوالات آتے ہیں ان کی preparation کے لئے بھی ضرورت ہوگی۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: گورنمنٹ نے کوئی غلط جواب نہیں دیا، اس کی تحریر موجود ہے۔ آپ لوگوں کے ضمنی سوالات بھی ہوں گے، تو یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ میں انہیں properly prepare کر لوں گا اور وزرا کو بھی میں نے کہا ہے کہ وہ آئیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے نہیں آتے تو

I will be responsibly answering your complimentary questions,

جو جوابات مختلف محکموں کی طرف سے آئے ہوئے ہیں، جن میں پاکستان ریلویز ہے، جن میں Evacuee Trust Property Board کے جو سوالات تھے، ان کے جوابات آئے ہوئے ہیں اور آپ تمام کے سامنے پڑے ہیں۔ میں نے صرف یہ استدعا کی ہے کہ اس کو اگر ہم کل کے لئے defer کر دیں تو مناسب ہوگا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہاں پر جو ہماری Business Advisory Committee کا اجلاس ابھی ہوا ہے اور یہ ساری چیزیں وہاں پر discuss ہوئی ہیں۔ تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز بھی موجود تھے۔ وہاں پر بھی اس کو defer کرنے کی بات ہوئی تھی۔ تو اگر آپ تمام کی اجازت ہو تو اس کو ہم کل تک کے لئے defer کر دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب اگر نہیں ہو گی تو میں تو موجود ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو جناب وزیر برائے پارلیمانی امور کی درخواست پر آج کے تمام سوالات مؤخر کیے جاتے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ جناب قائم مقام چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار وزیر برائے امور خارجہ order no. 3 پیش کریں۔

<u>Laying of The Apostille Ordinance, 2024 (No. I of 2024)</u>

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Senator Azam Nazeer Tarar on behalf of Senator Mohammad Ishaq Dar, Minister for Foreign Affairs since he is not in Pakistan, lay before the Senate the Apostille Ordinance, 2024 (No. I of 2024), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ یہ ایک آئینی requirement ہے، Article 89 کے تحت یہ National Assembly میں already lay ہو چکا ہے۔ جناب Leader of the Opposition صاحب! آپ چیئر کی طرف کمر کر رہے ہیں۔ جناب یہ صرف information کے لئے lay کر دیا ہے اور اب یہ Bill کی صورت میں کمیٹی کے پاس جائے گا۔

یہ ہم نے پاکستان میں Treaty rectify کی ہے اور اس کی وجہ سے عام لوگوں کو آسانی ہوگی۔ جو قانونی دستاویزات ہیں، وہ پہلے مختلف مراحل میں attest ہوتی تھیں، کہ عدالت سے لیں پھر فلاں agency سے لیں پھر ان کا سرٹیفکیٹ، پھر تیسری agency کا سرٹیفکیٹ۔ اس میں وزارت خارجہ کو ایک designate authority دے دی ہے جس کے تحت اب آپ ایک جگہ سے لے سکیں گے۔ اس پر پاکستان کی مہر ثبت ہوگی اور certified copy vice versa اگر آپ کو دوسرے ملکوں سے بھی چاہیے ہوگی تو only one attestation will serve the legal purpose across the world.

ان میں جو جو signatory countries ہیں۔ تو یہ ایک simple سی amendment تھی اور چونکہ وہ time bar ہو رہا تھا تو اس لیے اس پر آرڈیننس لایا گیا۔ اب یہ قومی اسمبلی میں lay کر دیا گیا ہے اور آپ کی اور House کی اجازت سے یہ آج یہاں بھی lay ہو گیا ہے۔ It may be referred to Committee as a Bill.

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب صرف ایک منٹ۔ یہ چھوٹا سا business ہے۔ جی یہ information کے لیے آرہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو اس میں کمیٹیوں کی بھی بات ہے تو Business Advisory Committee میں۔۔۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! اب اگلا item لے لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب .Item No.4 یہ صرف for information ہے۔ میں یہ عرض کر دوں کہ آرڈیننس lay ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آرڈیننس پہلے ہی قومی اسمبلی میں 29 اپریل 2024 کو پیش کیا جاچکا ہے۔ اب اس کو برائے اطلاع سینیٹ میں پیش کیا جارہا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب اب آپ Order No 4 کی طرف چلیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب اعظم نذیر تارڑ صاحب Order No. 5 پیش کریں۔

Laying of The Cannabis Control and Regulatory Authority Ordinance, 2024 (No. IV of 2024)

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Senator Azam Nazeer Tarar, lay before the Senate the Cannabis Control and Regulatory Authority Ordinance, 2024 (No. IV of 2024), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب یہ legislative business ہو رہا ہے۔ یہ میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں کہ legislative business کے دوران۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہاں پر آرڈیننس پیش کیا گیا تصور کیا جاتا ہے۔ یہ آرڈیننس پہلے سے قومی اسمبلی میں 13 مئی 2024 کو پیش کیا گیا تھا، اب اس کو برائے اطلاع سینیٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب ابھی business ہو رہا ہے۔ پلیز business تو کر لینے دیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ۔ پہلے تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ وزرا نہیں آتے۔ اب جب وہ آجاتے ہیں تو آپ تمام ان کو سنیں تو سہی۔ اب Order No. 4 پیش کیا جائے گا۔ جی رانا تنویر حسین صاحب، وزیر برائے نیشنل فوڈ سیکورٹی اینڈ ریسرچ Order No. 4 پیش کریں۔

Laying of The Seed (Amendment) Ordinance, 2024 (No. II of 2024)

Senator Azam Nazeer Tarar: I, Senator Azam Nazeer Tarar on behalf of Rana Tanveer Hussain, Minister for National Food Security and Research, lay before the Senate the Seed (Amendment) Ordinance, 2024 (No. II of 2024), as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کو بھی بولنے کا موقع دیں گے۔ یہ ساری چیزیں Business Committee میں discuss ہو چکی ہیں۔ اگر آپ نے ویسے بولنا ہے تو ہم آپ کو بولنے کا موقع دیں گے۔ جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب بتائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب قائم مقام چیئرمین! یہ Order No 4 جو ہے وہ بھی ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔

This is for information please. This has also laid before the National Assembly.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آرڈیننس بھی پیش کیا گیا تصور کیا جاتا ہے۔ یہ آرڈیننس پہلے سے قومی اسمبلی میں 29 اپریل 2024 کو پیش کیا گیا تھا۔ اب اسے برائے اطلاع سینیٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔

(اس موقع پر میڈم پریذائیڈنگ آفیسر (سینیٹر شیری رحمان) کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محسن عزیز صاحب! آپ کا Order No.6 میں نام نہیں ہے۔آپ وزیر صاحب کو بولنے دیں،آپ تشریف رکھیں اور آپ اعتدال سے کام لیں۔جی وزیر برائے قانون بات کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آج وزیر صاحب available نہیں ہیں اور جناب خالد مقبول صدیقی صاحب نے پیغام بھجوایا ہے کہ وہ خود یہاں پر آ کر ایوان کو inform کریں گے۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ آج اس کو defer کر دیا جائے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل اس کو defer کر دیتے ہیں اور وزیر صاحب کو پابند کریں کہ وہ کل یہاں پر ضرور آئیں، ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محسن عزیز صاحب! یہ defer ہو گیا ہے اور آپ اس پر کل ضرور بات کرلیں کیونکہ Calling Attention Notice کل تک defer ہو گیا ہے۔ Order No.7 بھی defer ہو گیا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی وزیر صاحب آ گئے ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب آ گئے ہیں تو پھر اس کو لے لیتے ہیں۔ سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ! آپ تشریف رکھیں اور وزیر صاحب آ چکے ہیں، وہ آپ کو جواب دینے کے لیے موجود ہیں۔ یہ جس کا Calling Attention Notice ہے تو صرف وہی اس پر بات کرے گا۔ Senator Zarqa Suharwardy Taimur, the floor is with you.

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: یہ defer نہیں کیا، took it back, please sit down. میرے بھائی! آپ تشریف رکھیں، اپنی colleague کو بولنے دیں۔ نہیں، وزیر صاحب آ گئے ہیں، جی وہ نہیں کریں گے؟ کیا وزیر قانون صاحب آپ ان کا نہیں کہہ رہے ہیں؟ اچھا، یہ دوسرے Calling Attention Notice کا ہے، وہ defer ہو گیا، چلیں دونوں defer ہو گئے۔ آپ کل دونوں کو پابند کریں گے؟ جی سینیٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ۔

Senator Zarqa Suharwardy Taimur: How can you defer when there is no House Business as it is and there is a Calling Attention Notice? The Minister is there. We must have House Business, how can we defer? We must have business, we are here to work, we are not here to defer. If the Ministers are not coming then they need to be accountable, why are the Ministers not here?

Madam Presiding Officer: Will you be able to attend tomorrow?

Senator Zarqa Suharwardy Taimur: No, no he has to be here today.

Madam. Presiding Officer: This is not for your Calling Attention Notice, this is Order No.7.

جی ٹھیک ہے، وزیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی Calling Attention Notice کو ہونے دیں اور business ہونے دیں۔ House in order کر لیں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب! آپ کو اس کے بعد وقت دیں گے، آپ براہ مہربانی اس کے بعد بات کر لیں۔ Order No.6 defer ہو گیا ہے۔ سینیٹر قرۃ العین مری صاحبہ! آپ Order No.7 move کریں۔

Calling Attention Notice raised by Senator Qurat-Ul-Ain Marri, regarding imposition of tax on Solar Energy users

Senator Qurat-Ul-Ain Marri: Thank you Madam Chairperson. I move the following Calling Attention Notice:

I would like to draw attention of the Minister for Power towards the issue of imposition of tax on Solar Energy users, undermining the efforts of sustainable Green Energy.

Madam Chairperson, the issues that Pakistan is facing viz-a-viz energy is multifaceted.

ہماری اس وقت situation یہ ہے کہ electricity نہیں آ رہی یا جہاں آ رہی ہے، ہم وہاں پر afford نہیں کر سکتے اور بجلی مہنگی سے مہنگی تر ہوتی جا رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ سندھ کے کئی دیہی علاقوں میں 16 سے 18 گھنٹے کی load shedding ہوتی ہے۔ کراچی میں جہاں پر privatization ہے، وہاں پر load shedding ہے۔۔۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: قائد حزب اختلاف صاحب! آپ کے اراکین اس وقت مستقل سراپا احتجاج ہیں، ان کا issue کل آ جائے گا کیونکہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ آپ ان کو ختم کرنے دیں۔ we will address your issue please. The Minister is not available and the honourable Member needs a proper answer, she deserves a proper answer. یہ وزیر صاحب کو پابند کریں گے یا آپ کل خود جواب دیں گے۔ She deserves a proper answer, you will get one. میں یہ بھی defer کرنے کے لیے تیار تھی۔ Okay, after this, I will let you speak سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ! آپ بات کریں۔

Senator Qurat-Ul-Ain Marri: Minister Sahib, if I can have your attention, thank you.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وہ club ہو جائے گا۔ آپ بات کریں۔

سینیٹر قراۃالعین مری: شاید بجلی کی مسائل PTI کے لیے ترجیح نہیں رکھتے، صرف شور شرابہ ترجیح رکھتا ہے۔ What I want to talk on is a very serious public issue in this country. اس وقت ہمارے عوام کو جو مسائل درپیش ہیں، vis-à-vis electricity, they are very serious, we do not have electricity, we are facing 16 to 18 hours load shedding. سرکار ایک طرف کہتی ہے کہ زیادہ بجلی نہیں ہے اور shortfall ہے۔ سرکار دوسری طرف کہتی ہے کہ ہم export کر رہے ہیں، I do not know, what is going on there but when people sick and tired of not getting electricity, decide to go solar. اس وقت سرکار کہتی ہے کہ ہم solar کو بھی dis-incentivize کر رہے ہیں اور ہم solar پر بھی tax بڑھا رہے ہیں۔ Pakistan is already suffering because of such anti-people policies. What is happening? لوگ نہ بجلی afford کر سکتے ہیں اور اب نہ لوگ solar afford کر سکیں گے۔

ہمیں اس وقت جب renewable and sustainable energy کی طرف جانا چاہیے، ہم عوام سے اس کے برعکس کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔ آپ کو solar کے لیے penalize کیا جائے گا، آپ بجلی استعمال کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بجلی نہیں ہے، اگر ہے تو اس کے لیے transmission lines ٹھیک نہیں ہیں تو بجلی آپ تک نہیں پہنچ سکتی۔

I mean, I do not understand what kind of vicious cycle they have got the public in. If the Minister would like to clarify, why the Government is actively dis-incentivizing solar renewable energy for household, I would have appreciated it. Thank you.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر قراۃالعین مری صاحبہ! آپ نے کافی focused question کیا اور آپ نے دیکھا کہ اس پر میرا بھی Calling Attention Notice تھا تو I will give time to the Minister to clarify that what is the actual position of the Government today کیونکہ اس میں خاصی confusion چل رہی ہے۔ کبھی کچھ کہا جاتا ہے اور کبھی کچھ کہا جاتا ہے تو براہ مہربانی وضاحت سے بات کریں۔ وزیر صاحب! یہ بھی دیکھ لیں کہ solarisation آپ کی حکومت کی stated position ہے، you are going to renewable energy, so please state your actual position. سینیٹر محسن عزیز صاحب! آپ junior نہیں ہیں، آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں،

no, you cannot speak on a Calling Attention Notice please, let the Minister speak. You know very well because you need to put the correct instrument. You know very well the Calling Attention Notice is limited to the Member.

آپ تشریف رکھیں اور آپ اپنے آپ کو embarrass نہ کریں، سینیٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ نے اس پر Calling Attention Notice نہیں دیا۔ as you know Monday 218 کو discuss ہوتا ہے۔ نہیں، کوئی kill نہیں ہوگا۔ Yes, Minister please clarify the Opposition.

<u>Awais Ahmad Khan Leghari (Minister for Power)</u>

جناب اویس احمد خان لغاری (وزیر برائے پاور): میڈم! آپ کی بڑی مہربانی ہے۔

آج بہت اہم مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور میں honourable members کو appreciate کرتا ہوں جنہوں نے اس issue کو raise کیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ میں صحیح وقت پر House میں پہنچ گیا کیونکہ ہماری کوئی بھی official commitment House business سے important نہیں ہے

and we have this realization and this is the first time I have had the opportunity to appear before the upper House now.

دو چیزیں میں historically آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ایک تو 2017 میں جب PML (N) کی حکومت تھی اس وقت شاہد خاقان عباسی صاحب Prime Minister تھے۔ اس وقت بہت clarity کے ساتھ net metering system کا آغاز ہوا تھا اور پچھلے پانچ چھ سالوں میں پاکستان کے اندر بہت healthy طریقے سے ایک اچھی growth ہوئی ہے۔ اس میں آج تک پاکستان کے اندر 1500 and some megawatts of power's capacity has been invested in to by people themselves. There are a more than 113000 solar net metering connections across the Country اور پچھلے دو سالوں کے اندر from over 100% these have been actually growing.

International Solar panels کی market کے اندر there has been a serious supply اور ایک clut جس کی وجہ سے solar panels کی prices بالکل nose dive کی گئی ہیں۔آج سے دو سال پہلے 110, 115 rupees per watt کی solar penal کی جو قیمت ہوتی تھی وہ تقریباً 45 rupees پر آ چکی ہے۔ Inverters, frames ہر چیز کی قیمت لگائیں تو آج solar investment کرنے پر investor کو بہت اچھا rate of return ملتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے record اٹھائیں honourable member نے جو یہ claim کیا ہے کہ حکومت کہہ رہی ہے یا حکومت کی policy یہ ہے اور confusion مچی ہوئی ہے اس میں کتنی بات درست ہے۔ میں خدانخواستہ disrespectfully یہ بات نہیں کر رہا لیکن میں بہت clarity سے کہہ رہا ہوں کہ آج تک پچھلے دو مہینوں میں جب سے یہ حکومت آئی ہے ایک دن بھی کسی بھی policy maker of the government including myself جو اس power sector کی responsibility رکھتا ہے۔ کس دن یہ بات ہم نے state کی کہ ہم لوگ net metering کو discourage یا ختم کرنے لگے ہیں، کس دن یہ بات ہماری طرف سے

آئی۔ یہ اخبارات کے اندر articles آنا شروع ہوئے آپ نے IMF کو net metering کی بجائے gross metering کے ساتھ replace کرنے کی commitment دی ہے۔ IMF کے ساتھ ہماری discussions کے اندر یہ چیزیں figure out ہی نہیں کرتیں، IMF کے ساتھ government کی جو commitment رہ گئی ہے اور آج بھی ہے اور IMF سے زیادہ ہمارے اپنے ساتھ ہے کہ circular debt کی amount کو ہم 2310 million rupees سے اوپر power sector کے circular debt کو اس سے اوپر نہیں جانے دیں گے۔ That is it اس کے علاوہ ہم نے IMF کے ساتھ جو engagement کی ہے اس کے اندر جو Prime Minister نے پچھلے تین ہفتوں کے اندر extensive meetings hold کر کے power sector reforms جو ہم نے propose کیے ہیں ان کو ہم نے introduce کیا ہے کہ ہم اپنے distribution sector کے اندر، transmission, generation میں یہ سب power sector کے اندر reforms اگلے پانچ سال میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

Transmission کا constraint ختم کریں گے تو دو روپے یونٹ کی کمی آئے گی اگر imported coal سے local coal پر ہم transition کریں گے تو اس پر چار روپے یونٹ کی کمی آئے گی۔ اگر ہم distribution companies کو privatization کی طرف یا better management کی طرف لے کر جائیں گے تو اس کا چھ روپے یونٹ کا effect آئے گا تو ہم ان تمام چیزوں کو assess کر کے ان کو سامنے رکھ کر power sector reforms کی ضرور بات کی اور ہمارا حق ہے اور ہم یہ نہ صرف وہاں کرتے ہیں بلکہ public domain میں بھی openly یہ بات کرتے ہیں۔ میں اس House کو assure کرانا چاہتا ہوں میں نے پرسوں یا کل۔

I think it was day before yesterday, I made a clear statement in a press conference in Lahore also that has been reported in Dawn yesterday and in spite of that report there were still anchors and people on the

electronic media last evening who were just claiming out of nowhere from information just roaming around in thin air that we are planning to discourage or we are planning to hurt the interests of existing investors.

ہم نے clarity کے ساتھ کہا ہے کہ ہمارا ایک تو right ہی نہیں بنتا جتنے بھی solar
and net metering کے investors ہیں انہوں نے NEPRA کے ساتھ
clearly ایک license sign کیا ہے۔ کسی کے ساتھ سال کا ہے، کسی کی duration 5
years رہ گئی ہے، کسی کی چار سال رہ گئی ہے۔ اس میں we are completely
committed کہ ہم ان ہی rates کے اوپر خرید و فروخت کریں گے جس rate کے اوپر ہم نے
ان کے ساتھ sign off کیا ہے۔ باقی بات رہ گئی کہ آئندہ کیا ہو گا اس وقت ہم کسی
position میں نہیں ہیں اس بارے میں بات کرنے کی کہ آئندہ کیا ہو گا۔ جب ہم نے خود اپنی
financial modeling run نہیں کی، جب ہم نے بیٹھ کر نہیں دیکھا کہ ہمارے
system کے اوپر اس کا distributed load کیا آ رہا ہے۔ اس کے لیے کیسے infra-
structure کی ضرورت ہو گی۔ ہماری policies کی وجہ سے جب

ان شااللہ 1500 megawatt 4500 megawatt پر پہنچے گا اور renewals کی
positive policies کی وجہ سے یہاں تک پہنچے گا تو پھر اس کے کیا اثرات ہوں گے، اس کی
financial applications کیا ہوں گی؟

یہ جو upper class کے لوگ اس میں investment کر رہے ہیں بہت اچھا کر
رہے ہیں ہم تو ان کو welcome کرتے ہیں۔ اس کا life line consumers and
protected consumers کے tariff کے اوپر rate کا کیا اثر پڑے گا۔ آج سے دو سال
پہلے جب کوئی invest کرتا تھا solar net metering system میں اس کا 3 to
3.5 years payback period ہوتا تھا۔ اس کی investment used to
pay him or her in 3.5 to 4 years that period has shrunk to 18 to 24 months right now. What is the realistic figure

according to which we could not ever think of this incentivizing this policy and also continuing a healthy growth of it? We are responsible policy makers.

یہ آج کی خبر ایک آ گئی اور دو آ گئیں and on the basis of just presumptions.

Madam Presiding Officer: Thank you. This will not work as long as you are not privileging and aging an inefficient grid and captive power.

میں آپ کو بالکل دوں گی محسن صاحب لیکن آپ Calling Attention پر نہیں بول سکتے، سینیٹر صاحب آپ Calling Attention پر نہیں بول سکتے۔

جناب اویس احمد خان لغاری: ہم نے اگر in the future آج سے مہینہ بعد، دو مہینے بعد، تین مہینے بعد this is dynamic sector اس کی اپنی اپنی مختلف qualifications ہیں۔ آپ کا fuel mix, transmission mix ہے۔ آپ کی distribution companies ہیں ہر چیز کے اندر آہستہ آہستہ جس طرح ہم grow کریں گے جب dynamism require کرے گی جب ہمارا sector require کرے گا، اس policy کا اگر review ہو گا کسی stage کے اوپر بھی تو وہ ایک responsible طریقے سے stake holders اور سب کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد ہو گا۔

Let me assure the House about this again there is no such policy that has been introduced that is going to change any conditions of any net metering owner or the distribution companies that has happened so far and until we do that whenever we do that we will do it in a very transparent manner.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ منسٹر صاحب آپ نے کافی comprehensive statement دی ہے۔ محسن صاحب آپ کو ضرور موقع دوں گی دیکھیں Calling Attention میں آپ شامل نہیں تھے آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس House کے وقار کا آپ حصہ ہیں۔ میں آپ کو ابھی موقع دیتی ہوں پانچ منٹ، دو منٹ کے لیے لیکن مولانا صاحب آپ سے پہلے، مولانا صاحب کا mic on کریں۔ I will come to you after that please show patience.

Point of order raised by Senator Atta Ur Rehman regarding delay in Senate Elections of KP Province

سینیٹر عطاءالرحمٰن: محترمہ پریذائیڈنگ آفیسر! بہت شکریہ۔ میں تو ایک گزشتہ چیز کی یاد دہانی کرانا چاہتا تھا ہمارے یہاں چیئرمین صاحب نے فرمایا ہے کہ سینیٹ مکمل ہو چکا ہے۔ میں نے اس دن بھی ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ سینیٹ مکمل نہیں ہے اور ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا میں ابھی تک سینیٹ کے elections نہیں ہوئے ہیں تو یہ گزارش کرنی تھی کہ اس میں کس بات کی رکاوٹ ہے۔ الیکشن کیوں نہیں ہو رہے؟ صوبہ خیبر پختونخوا کو کس وجہ سے اپنی نمائندگی سے محروم کیا جا رہا ہے، یہ زیادتی صوبہ خیبر پختونخوا کے ساتھ کیوں ہو رہی ہے؟ آپ کی خدمت میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ kindly اس میں دلچسپی لیں اور پتہ کریں کہ اس کو کیوں delay کیا جا رہا ہے؟ اس House کو مکمل کریں ایسا نہ ہو کہ یہاں بڑے بڑے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ ہمارے چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین کے فیصلے ہو گئے ان میں صوبہ خیبر پختونخوا کی نمائندگی ادھوری تھی، لہٰذا میں ایک دفعہ پھر گزارش کروں گا کہ مہربانی کریں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ مولانا صاحب، Minister for Parliamentary Affairs آپ briefly explain کر دیں پھر میں نے دو منٹ سینیٹر محسن کو بھی دینے ہیں۔

<u>Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Parliamentary Affairs)</u>

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں اس پر پہلے بھی بات کر چکا ہوں background سب کو معلوم ہے صوبہ خیبر پختونخوا کی مخصوص نشستوں پر خواتین اور اقلیتی ممبران notify ہوئے تھے۔

Unfortunately ان سے oath نہیں لیا گیا تھا۔ Oath لینے کی ذمہ داری حکومت اور سپیکر کی ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اجلاس کی طلبی صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اجلاس وزیر اعلیٰ کی advice پر گورنر بلا سکتے ہیں۔ سپیکر اس اجلاس میں نئے منتخب ممبران سے حلف لیتے ہیں۔ اس بابت جب ان سے political grounds پر حلف نہیں لیا جا رہا تھا تو انہوں نے عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت نے بھی ہدایت کی اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان سے حلف لیا جائے تاکہ ہاؤس مکمل ہو اور سینیٹ کے انتخابات ہوں۔ الیکشن کمیشن سے بھی رجوع کیا گیا۔ الیکشن کمیشن نے بھی حکومت خیبر پختونخوا اور سپیکر صوبائی اسمبلی کو ہدایت کی کہ آپ ان سے oath لیں ورنہ پھر یہ ہاؤس complete نہیں ہے تو schedule recall کر لیا جائے گا۔ اس ضد کی وجہ سے جب خیبر پختونخوا کی حکومت نے اجلاس طلب نہ کیا تاکہ یہ لوگ حلف نہ لے سکیں۔ اس صورت حال میں سپیکر صاحب کا اثر تھا۔ ایسی صورت حال میں الیکشن کمیشن نے schedule recall کر لیا اور عدالتی احکامات کے باوجود یہ نہ ہو سکا۔ ان اراکین نے دوبارہ پشاور ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور 14 دن کا time دوبارہ دیا گیا۔ اس عرصے میں ایک درخواست سپریم کورٹ آف پاکستان میں پشاور ہائی کورٹ کے اس پانچ رکنی بینچ کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی تھی جنہوں نے مخصوص نشستوں کی تقسیم پر سنی اتحاد کونسل کی درخواست detail orders دینے کے بعد خارج کر دی تھی۔ وہ matter اب سپریم کورٹ میں pending ہے اور سپریم کورٹ نے حکم جاری کیا ہے کہ تین جون تک اس کا status quo maintain کیا جائے۔ Second list میں جو اراکین منتخب ہوئے تھے جن کو اس list کے مطابق prioritize کیا گیا تھا ان کے orders suspend کر دیے گئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں صوبہ خیبر پختونخوا کے الیکشن کے بارے میں اور سنی اتحاد کونسل کی petition کے بارے میں بھی گھومتی ہیں۔ اس وجہ سے وہاں پر الیکشن نہ ہو سکے۔ ہمیں امید ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اس معاملے کو تین جون کو take up کر رہی ہے۔ انہوں نے larger bench کے لیے کہا ہے

کیونکہ قانون کے مطابق یہ کیس پانچ رکنی بینچ سے کم بینچ کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا۔ بہرکیف سپریم کورٹ نے اپنی سمجھ کے مطابق تین رکنی بینچ نے یہ عبوری حکم جاری کیا ہے۔ ایک جج صاحب بیرون ملک ہونے کی وجہ سے موجود نہیں تھے۔ یہ معاملہ تین جون تک defer ہو گیا ہے۔ تین جون کو یہ larger bench میں سنا جائے گا۔ اس کے بعد یہ معاملہ درست ہو جائے گا۔

جس دن چیئرمین سینیٹ کا الیکشن تھا میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ماضی میں پہلے بھی اس طرح ہوا ہے کہ الیکشن کسی جگہ ہو گئے تھے اور کسی جگہ نہیں ہوئے تھے۔ میں نے recent مثال آپ کو دی تھی۔ 2015 کے سینیٹ الیکشن میں ہمارے فاٹا کے چار معزز ممبران نے elect ہونا تھا ان کا الیکشن نہیں ہو سکا تھا۔ تو اس وقت چیئرمین سینیٹ کا الیکشن ہوا تھا۔ ہاؤس کا کورم 1/4 of the total membership ہے۔ ہاؤس میں 51 فیصد سے زیادہ نمائندگی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا کے 11 سینیٹرز اس وقت موجود ہیں۔ اس وقت ہاؤس قانونی اور آئینی طور پر incomplete نہیں ہے۔ بہرکیف جمہوری اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اس معاملے کو priority دیتے ہوئے تین جون سے day to day hearing کرنے کے بعد اس پر فیصلہ سنا دیں گے تو سینیٹ کے انتخابات ممکن ہو سکیں گے۔ بہت شکریہ۔

Madam Presiding Officer: The House welcome to 63 students and faculty members of International Islamic University, Islamabad who are sitting in visitors' gallery. I hope you are enjoying the proceedings. Yes. Leader of the Opposition, please.

Point of Public Importance raised by Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition regarding physical attack on PTI Spokesperson Rauf Hassan

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): میں اپنی مفصل بات تو سینیٹر محسن عزیز کے بعد کروں گا۔ مجھے ایک بہت ہی تشویش ناک خبر ملی ہے، ہماری پارٹی کے ترجمان رؤف حسن پر physical attack کیا گیا ہے اور ان کو زخمی کر دیا گیا ہے۔ ہم چاہیں گے کہ وزیر قانون

صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ان کو چاہیے۔ وزیر قانون صاحب! آپ وزیر ہیں اور آپ کو دل بڑا رکھنا چاہیے۔ ہمیں فوری طور پر آپ کا reaction چاہیے۔ پریذائیڈنگ آفیسر صاحبہ! میری بات سنیں۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے۔ یہ ایک بہت ہی سنجیدہ واقعہ ہے کیونکہ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پاکستان کی سب سے بڑی پارٹی کے ترجمان پر physical attack کیا جاتا ہے۔ یہ قابل برداشت نہیں ہے۔ ہم چاہیں گے کہ وہ اپنا opinion دیں اور جو order انہوں نے دینا ہے وہ دے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: Opinion سے زیادہ میرا خیال ہے کہ ضروری یہ ہے کہ ہم یہاں سے واک آؤٹ کر لیتے ہیں۔ ہم اس وقت تک ادہر نہیں بیٹھیں گے جب تک وزیر داخلہ کو یہاں بلایا نہیں جاتا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کوئی شواہد پیش کر دیں۔ سینیٹر علی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر اپنا opinion دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پہلی بات تو یہ ہے کہ فاضل اپوزیشن لیڈر صاحب نے ابھی اطلاع موصول ہونے پر یہ information share کی ہے۔ یہ واقعہ کب پیش آیا، کہاں پیش آیا، کس نوعیت کا ہے، آیا ان پر جو حملہ آور ہوئے ان کی شناخت ہوئی یا نہیں ہوئی یہ ساری چیزیں قانون کے مطابق deal ہونی ہیں۔ کوئی ایسا غیر مرئی طریقہ کار نہیں ہے قانون میں جس سے فوری ساری information آجائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے جو شہری ہیں they should be dealt with in accordance with law, this is what the constitution says, اور قانون کے مطابق کارروائی ہو گی۔ Aggrieved person ہے۔ اس Report پر بالکل جو قانونی کارروائی ہے وہ ہو گی اور Interior Minister صاحب اس وقت available نہیں ہے۔ وہ Report درج کروائیں۔ میں immediately contact کرتا ہوں۔ آپ lobby میں چائے پئیں۔ میں اتنی دیر میں ان سے رابطہ کر کے آپ سے خود رابطہ کرتا ہوں اور یہ یقین جانیے کہ جو بھی قانون کا طریقہ کار ہے اندراج مقدمہ اگر وہ cognizable offense ہے تو اس کی FIR درج ہو گی اگر وہ non-cognizable offence ہے تو اس کی complaint ہو جائے گی اور اس کے بعد

جو ضابطہ فوجداری میں پاکستان کے عام شہریوں کے لئے طریقہ کار ہے وہی طریقہ کار Article 25 کے مطابق consistency کے ساتھ رؤف حسن صاحب کو بھی available ہوگا۔ میں ابھی آپ کی اجازت سے تھوڑی دیر میں Minister of Interior سے یا IG Islamabad سے جو ان کے پاس information ہے وہ ان سے لے کر share کر دوں گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میرے دوستوں کو satisfactory جواب ملے گا۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ۔ Law Minister Sahib مہربانی ہوگی آپ report لے آئیں اور House میں present کر دیجئے۔ سینیٹر ہدایت اللہ خان۔

Point of Public Importance raised by Senator Hidayatullah Khan regarding physical attack on Pakistani Students in Kyrgyzstan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پریذائیڈنگ آفیسر صاحبہ! میں تمام ایوان کی توجہ کرغیزستان کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو حالات گزر گئے۔ انتہائی سخت حالات ہیں جن میں وہاں کے مقیم طالب علموں کی پریشانی الگ اور یہاں ان کے والدین کے اوپر جو قیامت گزر گئی وہ الگ ہے۔ ہر ایک اپنے بچے کا پوچھتے ہیں۔ یہ اصل میں مسئلہ شروع ہوا تھا جب مصری طلبا اور کرغیز طلبا کے درمیان جھگڑا ہوا اور اس کے بعد انہوں نے اندھادھند جو غیر ملکی خصوصی طور پر ایشیائی ممالک کے طلبا اور جتنے بھی غیر ملکی تھے سب پر حملے شروع کر دئے اور ان کو مارا پیٹا بھی اور کچھ کی قیمتی جانیں بھی چلی گئیں۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا ہنگامہ شروع ہوا۔ ایسے حالات میں تو سفارتخانہ اس لئے ہوتا ہے کہ جس ملک کی Embassy ہو تو وہاں پر وہ ان متاثرین کی help کرے یا اگر کوئی آدمی Embassy میں پہنچ جائے تو کم از کم اس کو اندر جگہ دیں تاکہ وہ وہاں پناہ لے سکے۔ ایک ہی تو جگہ ہوتی ہے غیر ممالک میں اس کے لئے اور وہ ایمبیسی ہوتی ہے۔ تو اس میں میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے خود دو دن سے ڈپٹی چیئرمین کے آفس کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی مل نہیں رہا تھا۔ یہاں پاکستان میں اس کی ڈائریکٹر کوئی میڈم ہیں، جب ہم نے ان سے رابطہ کیا تو وہ کہہ رہی تھیں کہ میں تو کرغیزستان کی ڈائریکٹر نہیں بلکہ قازقستان کی ہوں اور مجھے تو پتا ہی نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ میڈم! یہ تو سب کو پتا ہے، یہ معاملہ تو تمام

میڈیا پر آرہا ہے، یہ تو سوشل میڈیا پر چل رہا ہے تو آپ کو کیسے پتا نہیں ہوگا۔ بہر حال، ٹھیک ہے آپ کو نہیں پتا ہوگا۔ اس کے بعد جو تین students وہاں پر گئے، وہ ایمبیسی کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہے۔ ایمبیسی والے دروازہ کھولتے، پھر ان کو باہر نکالتے کہ نہیں، آپ اندر نہیں آسکتے کیونکہ ہمیں اجازت نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایمبیسی کس لیے ہوتی ہے۔ کیا یہ اپنے لوگوں کے لیے نہیں ہوتی؟ وہ MBBS کے students تھے، کم از کم انہیں اندر بٹھا دیتے۔ دور دراز کا سفر کر کے کسی طریقے سے وہ ایمبیسی میں پہنچ گئے، اگر آپ کے پاس اور کوئی انتظام نہیں ہے تو کم از کم انہیں پانی ہی پلا دو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحبہ! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ اس دوران ان کے والدین سخت پریشانی میں مبتلا رہے۔ ٹھیک ہے حکومت نے پھر ان کے لیے بندوبست بھی کر دیا، ان کے لیے جہاز بھی آ گئے لیکن بات یہ ہے کہ ایمبیسی کی بھی کچھ ذمہ داری بنتی ہے۔ وہاں پر بہت سارا اسٹاف ہوتا ہے اور اسے چاہیے کہ کم از کم ان کی کچھ مدد کرتا یا ان کو امن سے بٹھاتا کیونکہ باہر تو کوئی نکل نہیں سکتا تھا، خطرہ تھا اور مار پیٹ کا ڈر تھا۔ وہاں ایمبیسی میں کوئی مشتاق نامی شخص ہے، اس کو میں نے تین مرتبہ فون کیا لیکن اس نے کہا کہ میں private number نہیں اٹھاتا۔ پھر میں نے ڈپٹی صاحب کے دفتر سے سرکاری فون بھی کیا۔ پھر میں نے یہاں کے پروٹوکول کو بتایا۔ پھر یہاں پر ایک ڈی۔جی اعزاز صاحب ہیں، انہوں نے پاکستان میں بیٹھ کر اس کے نمبر وغیرہ دیکھے۔ رات کو انہیں ایئرپورٹ پہنچایا اور پھر ان کے ٹکٹ OK کیے جس کے بعد آج صبح وہ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس طرح ابھی بھی بہت سے لوگ وہاں پر پھنسے ہوئے ہیں۔ مجھے کچھ لوگوں کی طرف سے messages آرہے ہیں کہ ہمارا علاقہ بشکیک سے تقریباً گیارہ بارہ گھنٹے کی مسافت پر ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں پر جائیں تو ایمبیسی ہماری کوئی مدد نہ کرے اور نہ ہی ایئرپورٹ پر کوئی ملے۔ ان کو اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر وہ وہاں سے نکلتے ہیں تو انہیں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو جائے اور کہیں کوئی مسئلہ نہ پیش آجائے۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس حوالے سے کوئی ہدایت جاری فرمائیں کہ وہاں پر ہمارے جو students باقی ہیں، ان کے لیے فوری طور پر بندوبست کیا جائے، خواہ وہ خیبر پختونخوا

کے ہوں، خواہ وہ پنجاب کے ہوں یا کسی بھی علاقے سے ان کا تعلق ہو۔ جو بھی پاکستانی پاسپورٹ رکھتا ہے، وہ پاکستانی ہے تو ان سب کو جلد از جلد اپنے گھروں تک پہنچانے کا انتظام کرنا چاہیے کیونکہ ان کے والدین سخت بے قرار اور پریشان ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ہدایت اللہ نے ایک بہت اہم مسئلے کی طرف نشان دہی کی ہے اور ہم سب کی توجہ دلائی ہے۔ یہ معاملہ بشکیک کے حوالے سے ہے اور ہمارے اساتذہ اور طلبا کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ بیرون ملک ہمارے سفارت خانوں کا پہلا کام اور پہلی ترجیح، پاکستانی شہریوں کا تحفظ ہونا چاہیے۔ میں نے دیکھا ہے کہ وزیر خارجہ بھی اس معاملے پر متحرک ہیں۔ ان شاء اللہ، سب کو باعزت طریقے سے پاکستان واپس لایا جائے گا اور آپ کے جو بھی concerns ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ وزارت خارجہ کو اس پر ایک رپورٹ بھی پیش کرنی چاہیے۔ سینیٹر صاحب! آپ نے اس وقت جو observations دی ہیں، ان کا نوٹس لیتے ہوئے ہم رپورٹ مانگ لیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ سینیٹر صاحب! مہربانی فرما کر اختصار سے بات کیجیے۔

<u>Point of public importance raised by Senator Khalil Tahir regarding discriminatory job advertisement published in the newspaper</u>

Senator Khalil Tahir: Madam, thank you. I will take only two or three minutes. I am truly grateful to you but I have to say this with a very heavy heart that the Constitution of Pakistan provides to everyone in Pakistan, not only the one province

جتنے بھی صوبے ہیں، یہ ان سب کو مانتا ہے اور سب کو اکٹھا رکھتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلی حکومت کے دوران Services and General Administration Rules کے اندر ایک ترمیم کی گئی۔ پاکستان کے آئین کے اندر دو آرٹیکلز ہیں، ایک آرٹیکل 41 اور دوسرا آرٹیکل 91(3) جس میں لکھا ہے کہ The President shall be the Muslim and Prime Minister shall be the Muslim but not for any other job. بلکہ یہ لکھا گیا ہے کہ یہ ایک offence ہوگا کہ اگر کسی job کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ یہ

menial job ہے یا پھر اسی طرح کی کوئی اور چیز ہے۔ ایک بندہ جو مرضی ہے کرے اگر وہ ضرورت مند ہے لیکن آئینی طور پر اس کا جو اشتہار ہے، جو آج کا بھی اشتہار ہے، گو کہ وہ دوسرے صوبے سے آیا ہے، کوئی بھی ہو، سب ہمارے بھائی ہیں لیکن انہوں نے لکھا ہے کہ یہ جو sweepers کی سیٹیں ہیں، جو janitorial jobs ہیں، ان کے لیے صرف غیر مسلم اور Christians apply کر سکتے ہیں۔

میڈم! یہ ایک بہت important معاملہ ہے۔ میں with a heavy heart یہ بات کر رہا ہوں۔ میاں شہباز شریف صاحب جو کہ اس وقت پرائم منسٹر ہیں، میں اس وقت پنجاب میں وزیر صحت و انسانی حقوق تھا تو انہوں نے اس چیز کو Services and General Administration Rules سے نکلوا دیا تھا کہ آئینی طور پر کسی بھی job کے ساتھ کسی کا مذہب نہیں لکھا جا سکتا۔ I will not go for any walk out on this matter but I just wanted to bring it to your kind notice. آپ کا تو شروع سے ہی اس حوالے سے ایک مؤقف رہا ہے اور یہی کام میاں شہباز شریف صاحب نے بھی کیا تھا کہ انہوں نے وہ Rule ہی ختم کروا دیا۔ للذا مجھے اس معاملے سے بہت دکھ ہوا ہے اور اسی لیے میں یہ چیز آپ کے نوٹس میں لایا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: ہم آپ کے ساتھ اس دکھ میں شریک ہیں۔ کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ آئین پاکستان سب کا تحفظ کرتا ہے اور اس میں سب برابر کے شریک ہیں۔ اس معاملے کے بارے میں ہم متعلقہ Human Rights and Interior Divisions کو مطلع کر دیں گے کہ اس کی وضاحت کریں۔ سینیٹر واوڈا صاحب! آپ کس بات پر discussion کرنا چاہ رہے ہیں؟ Point of public importance پر۔ ٹھیک ہے، کیجیے۔

Point of public importance raised by Senator M. Fesal Vawda regarding rule of law in the country and role of judiciary

سینیٹر محمد فیصل واوڈا: میڈم! آپ کا بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں condemn کرتا ہوں جو رؤف حسن صاحب کے ساتھ حادثہ پیش آیا یا ان پر جو attack کیا گیا۔ ایسا کسی کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے۔ میں ایک طریقے سے شکرادا کرتا ہوں کہ سینیٹ میں موجود ہوں ورنہ آج کل یہ ہے کہ کہیں پر گیس نہ آئے، بجلی نہ آئے، کوئی اور contempt کرے، کہیں کچھ اور ہو جائے تو میرا نام سب سے پہلے آ جاتا ہے کیونکہ لوگوں کو مجھ سے بہت زیادہ محبت ہے۔ Just to set the tone میں اپنی بات کا ایک شعر سے آغاز کروں گا:

جا دکھا دنیا کو، مجھ کو نہ دکھا غرور

تو سمندر ہے تو ہو، میں تو مگر پیاسا نہیں

میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ .Allah has been very kind پروردگار کا بہت شکر ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ جگہ دی اور وہ موقع دیا آپ لوگوں کے بیچ میں، پاکستانیوں کے بیچ میں کہ میں ایک page پر پوری قوم کو لے آیا ہوں، سارے پارلیمان کو لے آیا ہوں، ساری اپوزیشن جماعتوں کو ساتھ لے کر آیا ہوں اور وہ ہے عدل وانصاف کا فورم جس پر پورے پاکستان نے مجھے لبیک کہا ہے۔ آج جب ہم اس مسئلے کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں اور آج یہاں اس ایوان میں موجود ہیں تو اللہ کا پھر سے شکرادا کرتا ہوں کہ ایک چیز پر ہم سب unite ہو گئے ہیں، آئین اور قانون کی بالادستی۔ جمہوریت میں پارلیمان، انتظامیہ، عدلیہ جو pillars ہیں، انہیں ہم ساتھ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ آج شاید میرے لیے ایک historical day ہے کہ میں point of order پر آپ سے جو گفتگو کرنے جارہا ہوں، اس کے لیے میں آپ کا پھر سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میڈم! میں نے ایک تقریر کی، ایک پریس کانفرنس کی، اس پریس کانفرنس کے اندر میں نے جو جو لفظ کہے، جو جو باتیں میں نے کیں، زیر اور زبر سمیت، ان سب پر میں آج بھی stand کرتا ہوں اور ایک ایک بات کو own کرتا ہوں۔ چونکہ میں نے کسی کی تذلیل کرنے کی کوشش نہیں کی

اور نہ ہی میں نے کسی کو point out کیا ہے۔ میں نے in general, by and large یہ باتیں کی ہیں۔ میں اس nature کا ہوں، میں ایک blunt آدمی ہوں، مجھے منافقت نہیں آتی، میں جیسا ہوں ویسا ہی دکھتا ہوں اور ویسی ہی بات کرتا ہوں۔ I am an open book but at the same time جن پر contempt ہونی چاہیے تھی یا جن پر ایسی چیزیں لگنی چاہیے تھیں، ان پر نہیں لگیں۔ میرے ساتھ پہلے بھی ظلم ہوا تھا اور آج بھی ہو گیا۔ انصاف کی توقع مجھے اس وقت بھی نہیں تھی، اس وقت بھی مجھے انصاف نہیں ملا اور آج مجھے نہیں پتا کیا ہونا ہے۔ چونکہ ہم Rules of Procedure کے تحت کسی جج کے conduct پر بات نہیں کر سکتے لیکن آئین اور قانون مجھے misconduct پر بات کرنے کی کھلی اور پوری اجازت دیتے ہیں۔ اس misconduct کے حوالے سے میں کچھ چیزیں آپ لوگوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو یہ کہ چیف جسٹس صاحب، سپریم کورٹ آف پاکستان کی طرف سے میڈیا کے ذریعے ہمیں پتا چلا کہ ہم کسی بھی ادارے کو blame نہ کریں اور اگر کسی individual سے کوئی problem ہے یا کسی نے کوئی غلطی کی ہے تو اس کو point out کریں۔ میں نے کسی کی غلطی کی بات تب بھی نہیں کی تھی، اس سے پہلے بھی نہیں کی تھی۔ جنہوں نے کی، وہ میں آگے چل کر آپ کو بتاؤں گا اور ایوان کا تھوڑا سا time لوں گا۔ میڈم! میں تو ہمیشہ ٹھوس اور پختہ بات کرتا ہوں اور شواہد کے ساتھ کرتا ہوں۔ اب آپ کہیں کہ پاکستان میں نشان دہی کرنا، accountable ٹھہرانا بھی جرم ہے تو پھر سب پاکستانیوں کو میرے سمیت پھانسی کی سزا دے دیں کیونکہ عزت تو یہاں کسی کی نہیں ہے۔ باقی سب کی ہے لیکن ہماری نہیں ہے۔

میں ابھی آپ کے سامنے شواہد کے ساتھ ایک چیز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے Minister for Law and Justice کی توجہ کی بھی ضرورت پڑے گی اور دوسرے سینیٹر صاحبان بھی ذرا غور سے سنیں۔ لاہور ہائی کورٹ 7 فروری 2023 کو ایک خط لکھ رہا ہے اور یہ demand کر رہا ہے کہ کرکٹ گراؤنڈ میں matches دیکھنے کے لئے انہیں Chairman boxes, 30 VVIP cards for families and red stickers for vehicles چاہیں تاکہ

انہیں پیدل چل کر جانا نہ پڑے کہ تھک جائیں گے کیونکہ آپ ایک جج ہیں۔ یہ خط میں نہیں بلکہ لاہور ہائی کورٹ لکھ رہا ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! اس خط کی کیا تاریخ ہے؟

سینیٹر محمد فیصل واوڈا: میڈم! اس خط کی تاریخ 7 فروری 2023 ہے۔ اس کے بعد یہ خط پریس کے پاس آیا۔ ان کی چیزیں پریس کو نہیں دکھانی چاہیں جیسے کہ میری پریس کانفرنس پر discussion نہیں ہونی چاہیے کیونکہ میں تو ایک دہشت گرد ہوں۔ میں نے پاکستان کی سلامتی پر وار کر دیا ہے اور کسی پر حملہ کر دیا ہے۔ جب میڈیا کے ذریعے pressure آیا تو یہی لاہور ہائی کورٹ جواب میں لکھتا ہے کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ لاہور ہائی کورٹ کے اس خط کے بعد اس جج صاحب کو misconduct اور صادق اور امین کے تقاضوں پر دیکھنا چاہیے۔ جو جج لاکھوں غریبوں کی قسمت کے فیصلے نہیں کر رہا، اسی جج کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ 30 VVIP cards along with red sticker for cars کے ساتھ میچ دیکھنے کے لئے جائے۔ اس قسم کے شواہد کے بعد کیا کورٹ کے پاس ایسی کوئی provision نہیں ہے جو self-accountability کے تحت action لے سکے۔ یہ جج کس طریقے سے جج کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں؟ اگر سوال کرنا گناہ ہے تو میں کروں گا۔ اگر یہ گناہ کبیرہ بھی ہے تو میں سوال کروں گا۔ اب ہم دوسرے مسئلے پر آتے ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس علی باقر نجفی صاحب Foreign Office کو ایک خط لکھ رہے ہیں کہ ان کے بیٹے سید محمد علی نے via Abu Dhabi امریکہ جانا ہے لہٰذا اسے VIP protocol دیا جائے۔ VIP protocol میں transportation شامل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں pick and drop کی سہولت دی جائے اور پھر یہ خط کسی صحافی کے ہاتھ لگتا ہے۔ میں Ministry of Foreign Affairs کو شاباش دینا چاہتا ہوں کہ وہ لاہور ہائی کورٹ کو یہ لکھتی ہے کہ یہ آپ کا area نہیں ہے اور آپ کو یہ facilities نہیں دی جا سکتی ہیں۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ superior Courts اپنے letter heads پر انصاف تو نہیں دے پا رہے لیکن اپنے perks and privileges کے لئے اپنی responsibility کے دائرہ کار سے نکل کر ایسا کام کر رہے ہیں۔

میڈم! میں سمجھتا ہوں کہ ایسے کیسے possible ہے کہ ایک جج صاحب کے پاس اتنا time ہو اور اس کے بعد scapegoat, Registrar بنے گا۔ اگر یہ recklessness and carelessness Courts میں موجود ہیں تو عام پاکستانی کا کیا ہوگا، اس کی قسمت کا فیصلہ کون کرے گا اور میری قسمت کا بھی فیصلہ کون کرے گا؟ اس میں کتنی دیر کا کام ہے؟ اگر اس کا full stop ہم Parliamentarians پر لگتا ہے اور دو، دو مرتبہ سزائیں دی جاتی ہیں جیسے مجھے دو مرتبہ دی گئیں اور اس وقت میری والدہ death bed پر تھیں لیکن اس پر کوئی action نہیں ہوتا۔ جسٹس منصور علی شاہ صاحب نے ہمیں light in the tunnel دکھائی اور انہوں نے self-accountability, صادق اور امین اور judiciary کے problems کے متعلق بات کی۔ میں انہیں honourable Justice کہوں گا کیونکہ میں honourable اسی آدمی کے نام کے سامنے لگاؤں گا جسے میں honourable سمجھتا ہوں۔ ہم نے ان کی باتوں پر لبیک کہا۔ اب مجھے پارلیمان یہ بتائے کہ ان شواہد کے بعد کورٹ نے کیسے ان پر کوئی action نہیں لیا؟ Accountability کیا ہے؟ Accountability یہ ہے کہ جب آپ سے سوال ہو تو وہ contempt ہوتی ہے اور جب آپ سے کوئی غلطی ہو تو وہ mistake بن جاتی ہے۔ آگے چلتے ہیں۔ دو سال پہلے اسلام آباد کے District Session Judges چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ کو یہ لکھ رہے ہیں کہ جسٹس محسن کیانی صاحب انہیں harass کر رہے ہیں اور ان کی ACRs روک رہے ہیں، ان کی promotion, transfer and postings خراب کر رہے ہیں اور اپنے influence کو misuse کر رہے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے ماتحت ججز کہہ رہے ہیں کہ misconduct کیا ہے۔ آپ ان کے کام دیکھیں۔ عالمی عدالتی انصاف میں ہمارا عدالتی انصاف 140 ویں نمبر پر ہے لیکن action اور نخرہ ایسا ہے کہ جیسے ہم پوری دنیا میں عدالتی انصاف میں پہلے نمبر پر ہیں۔ جب آپ 140 ویں نمبر پر کھڑے ہیں تو پھر مزاج بھی ایسا ہی رکھیں۔ لوگوں کی پگڑیاں اچھالی جا رہی ہیں۔ اسے بلاؤ اور اسے لے جاؤ۔ ابھی ہمارے ایوان کے چیئرمین محترم سید یوسف رضا گیلانی صاحب ہیں۔ ان کے بیٹے کو دن دیہاڑے ملک سے اٹھا لیا گیا۔ وہ کئی ماہ تک نہیں ملے۔ کیا اس میں بھی کوئی involved تھا؟ جب آج کے چیئرمین سینیٹ، اس وقت کے ex-Prime Minister, a political worker and a number of

times MNA رہنے والے کے ساتھ یہ حادثہ ہو سکتا ہے تو آپ اور ہم کیا ہیں۔ میں نے یہ نہیں سنا کہ پھر انہوں نے کسی پر الزام تراشی کی ہو۔

میڈم! میرا دوسرا قصور نور مقدم کا کیس ہے۔ میں نے کہا کہ اس بچی کو ذبح کیا گیا اور اس کا speedy trial نہیں ہو پا رہا ہے۔ اس کے ماں، باپ تڑپ رہے ہیں۔ مجھ سے یہ گناہ کبیرہ ہو گیا۔ اس کے بعد سارہ انعام murder case ہے۔ اس پر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ There was not speedy trial کیونکہ تمام جج صاحبان اپنی ذات اور اپنے بچوں کو میچ دکھانے اور protocol کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے خلاف social media campaign چلیں گی تو کوئی بات نہیں اور اگر آپ کے خلاف ہوں گی تو نوٹس لیں گے۔ یہ جس کسی کے ساتھ بھی ہوتا ہے تو ہم اسے condemn کرتے ہیں۔ آپ یہ نوٹس ایک عام پاکستانی کے لئے دیتے تو ہم appreciate کرتے کہ ان کے لئے بھی کچھ ہوا ہے۔ اس کے بعد ریپ کیسز آتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ video موجود ہے جس میں ایک آدمی ایک بچی کا ریپ کرکے پھر اس کا murder کر دیتا ہے۔ اس کو ریپ کرنے کے بعد ایسے دیکھتا ہے جیسے وہ بچی نہیں بلکہ جانور ہے۔ اس پر بھی کوئی action نہیں لیا گیا کیونکہ اس کے پاس طاقتور لوگ ہیں۔ ایک جج صاحب کی بیگم صاحبہ ایک بچی کو torture کرتی ہے اور اسے اتنا مارتی ہے کہ اس کے سر میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ اگر ایک جج اپنے گھر میں ایسی بربریت دیکھ سکتا ہے تو وہ باہر کیا انصاف دے گا؟ جب ان کی بیگم پر بات آئی تو پولیس مفلوج ہو گئی۔ انہیں آسمان کھا گئی یا زمین نگل گئی، آج تک کسی کو پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے بعد وہ ایک دن آئی اور پھر کیس چل پڑا۔ اب صادق اور امین بھی یہی ہیں اور ہمیں اس کے certificates بھی یہی دیتے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ ووٹ تو لے کر آئے ہیں لیکن صادق اور امین کا certificate ہم دیں گے۔ ایک پولیس کانسٹیبل والے کو land cruiser میں بیٹھا شخص جان سے مار دیتا ہے اور اس کی ویڈیو بھی ہے لیکن Courts اسے باعزت بری کر دیتے ہیں کہ evidence نہیں ہے۔ ایک اندھے، بہرے اور گونگے کو بھی پتہ ہے کہ اس کی ویڈیو چل رہی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ میں نے سستی روٹی پر بہت آواز اٹھائی۔ کیا ہمیں اور آپ کو سستی روٹی ملنے کے حوالے سے مسئلہ ہے؟ الحمدللہ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایک غریب کو سستی روٹی مل رہی ہے تو آپ نے اس پر stay order دے دیا۔ یہ کمال کا stay order تھا۔ ایک طرف 27 ارب

روپے پر stay order ہے تو دوسری طرف ہم ایک کوڑی کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور اس کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے۔ غریب آدمی کو electric bikes دینے کی کوشش کی گئی تو جواب آیا کہ اس سے one wheeling ہو گی اور خواتین کو چھیڑا جائے گا تو یہاں خواتین کو rape and murder کرنے والے تعلیم یافتہ لوگ ہیں تو کیا تعلیمی اداروں کو بند کر دیں اور اندھیرے کے کنوؤں میں چلے جائیں۔ آپ just mind-set دیکھیں کہ

what is going on.

میڈم! اب آگے چلیں۔ چالیس سال پہلے یعنی میری پیدائش سے پہلے بھٹو صاحب کو پھانسی دی گئی۔ مجھے بھی پتہ تھا کہ ان کا judicial murder ہوا ہے۔

بھٹو صاحب کو پھانسی دے دی گئی، پھانسی دینے کے چالیس سال بعد بہت اچھا اقدام ہوا کہ بھٹو صاحب کے ساتھ غلطی ہو گئی۔ جس دن سے بھٹو صاحب کو پھانسی دی گئی ہے، جمہوریت پٹڑی پر نہیں چل سکی ہے۔ آپ نے جمہوریت کے علم بردار کی جان تو لے لی۔ ان ججوں نے جو سارے کام کیے ہیں اور ان ججوں کے خلاف ان کے اپنے جج بات کر رہے ہیں۔ جب آپ نے بھٹو صاحب کو پھانسی دے دی، آپ نے پھر ایک غلطی کر دی۔ علامتی سزا تو دیتے، اس جج کو علامتی پھانسی تو دیتے۔ اس جج کے پیچھے dictator کو تو آپ علامتی پھانسی دیتے۔ آپ نے نہیں دی کیونکہ mistake تھی، آپ جج تھے۔ چونکہ جج اس ملک میں آئین اور قانون سے بالاتر ہے۔ زرداری صاحب کو 14 سال کی سزائے قید دے دی۔ کسی قانون میں 14 سال نہیں ہے۔ کس کیس کے تحت دے دی گئی، 14 سال کے بعد اس جج کا کیا ہوا؟ غلطی ہو گئی کیونکہ وہ جج ہے۔ ایک آدمی کے چودہ سال برباد ہو گئے۔ ہمارے جمہوری لیڈر اور legend, بھٹو صاحب، ان کی پھانسی mistake ہو گئی۔

آگے چلتے ہیں، نواز شریف صاحب over-the-counter پیسے نہ لینے پر، یہ ایک نیا قانون تھا، over the passage of time بچے سے پیسے نہیں لیے، لے لیے اور نہیں لیے۔ نہیں لینے پر عدلیہ کی ایجاد کردہ black law کے ذریعے two-third majority والے وزیراعظم کو debar کر دیا جاتا ہے۔ چلیں جی غلطی ہو گئی۔ ان کو Sicilian mafia کہا گیا۔ کاش ان کی پارٹی کھڑی ہوتی جیسے میں کھڑا ہوں۔

آگے بڑھتے ہیں۔ عمران خان صاحب، حکومت چل رہی ہے۔ چھٹی والے دن رات کو عدالتیں کھل جاتی ہیں، عدالتوں کو جج ہی پابند کردیتے ہیں۔ اس پر دو بڑے important factors ہیں۔ میڈم! اس کو آپ نے بڑے غور سے سننا ہے۔ سپریم کورٹ کھلی تو سمجھ میں آتا ہے کہ سپریم کورٹ میں آئین اور قانون کے تحت vote of no confidence کو protect کرنا تھا تو وہ پابندی کے طور پر کھڑے رہے، انہوں نے اپنی عدالتیں کھولیں۔ لیکن معزز، بہترین اور دلیر جج اطہر من اللہ جو اس وقت چیف جسٹس تھے، انہوں نے اسلام آباد ہائی کورٹ کھول دی۔ یہ سوالیہ نشان ہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کھولنے کا مقصد کیا تھا؟ وہ کون سا خواب تھا جس خواب نے ان کو رات کو اٹھایا، ان کے staff کو وہاں موجود فرمایا۔ من پسند نظریہ میڈیا وہاں موجود تھا۔ دو گھنٹے عدالت کو کھلا دیا۔ وہ کیا ایسا بیچ کا حصہ ہے؟ وہ کیا پاکستانی قوم کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہے؟ پی ٹی آئی کے دوستوں کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہے کہ وہ بیچ کا حصہ کیا تھا۔ میں تو اسی طرح شواہد کے ساتھ ہی بتاؤں گا ان کی کامیابی، ترقی اور تاریخی فیصلوں کا، اسلام آباد ہائی کورٹ کے بعد retire ہونے سے کچھ ماہ پہلے وہ سپریم کورٹ qualify کر جاتا ہے۔ اس وقت تک کا سفر تو وہ خود ہی بتائیں گے کہ ان کی کامیابی کا راز کیا تھا۔ خواب تھا۔ کیا وہ خواب ہے؟ کیا وہ کسی کے آلہ کار تھے؟ کیا وہ مداخلت تھی؟ یہ تو وہ ہی بتا سکتے ہیں، میں تو نہیں بتا سکتا۔

میڈم! اب contempt پر آتے ہیں۔ Contempt ہوتا ہے، ایک پارٹی سپریم کورٹ کے باہر جاتی ہے، ڈنڈے، غلیل، پتھر اور پتا نہیں کیا کیا ہوتا ہے، وہاں تقریر کی جاتی ہے کہ نکالو، ہم گھسیٹ کر باہر نکالیں گے۔ نہ contempt ہوتا ہے، نہ جیل ہوتی ہے اور نہ سزا ہوتی ہے کیونکہ بہادر، بڑے دل کے مالک وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ چلیں آگے بڑھتے ہیں۔ ایک پارٹی نام لے لے کر گالیاں دیتی ہے، abusive language use کرتی ہے، ایسے remarks use کرتی ہے کہ ہم اکیلے بیٹھ کر اپنے فون پر بھی نہیں دیکھتے۔ کوئی action نہیں ہے، کیوں؟ کیونکہ trolls آجائیں گے، آپ کی trolling ہوگی۔ میری ماں اس دنیا میں نہیں تھیں۔ میں principles پر اس پارٹی سے نکالا گیا اور میں اس پارٹی سے ہٹا۔ میری ماں اس وقت اس دنیا میں نہیں تھیں۔ عون پی صاحب، میرے دوست بیٹھے ہیں، میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میری ماں کی trolling ہوئی تو جب کسی سے آواز آئی تو کسی نے نوٹس لیا؟ کیا نوٹس وقار، عزت، صادق وامین

کے ناکردہ کام کے باوجود آپ پر applicable ہے، ہم پر نہیں۔ پھر آپ سے میں نے سوال کیا تو مجھ پر contempt لگادی گئی، مطلب نوٹس کے ذریعے بلا لیا گیا۔ میں تو contempt کے ذریعے اس سے بھی گزرا ہوں۔ مطلب یہ ایسی بات ہے کہ میں نے رؤف حسن صاحب کی بات کی، مجھے تکلیف دی، میں نے اسے condemn کیا لیکن آپ اس پر مجھے engage کر دیں۔ کسی کو روٹی دیر سے ملی، کسی کی بجلی چلی گئی، کسی کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا تو اس پر بھی مجھے engage کر لیں کیونکہ میں درست بات کر رہا ہوں۔ میڈم! مجھے کچھ حضرات نے pre-empt کر لیا ہے کیونکہ میں مواد، ثبوت اور شواہد لے کر آگے بڑھ رہا ہوں۔ آج تو ایوان کا صرف یہ test case ہے جو اعلیٰ عدلیہ کو خود کر لینا چاہیے تھا۔ شواہد سمیت، یہ اتنا چھوٹا سا کام تھا، وہ خود کر لیتے۔ اس سے آپ کو پتا چلتا ہے کہ پاکستان میں عدل و انصاف کہاں جا رہا ہے۔

جج بابر ستار کی تقرری کے وقت پر میں نے سوال کیا، prior to his elevation as High Court Judge, اس میں زبردست قسم کے، انمول انصاف دینے والے جسٹس اطہر من اللہ نے میری demand پر ایک letter issue کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس، it is reported, reported کا لفظ استعمال کیا گیا، تاثر دیا گیا، گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ میں بھی گمراہ ہوا۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ ان کا ثبوت ہے، ریکارڈ پر ہے، جو بھی ہے،

Whether it is green card, blue card, red card, I am not interested, I am not concerned, I am not bothered and I am not pushed

کیونکہ اس ملک میں یہ نالائقی بھی ہماری ہے کہ ہم اگر پیدائشی طور پر گاؤں کی جگہ امریکہ میں پیدا ہو جائیں تو ہم سے ہماری citizenship لے لی جائے گی۔ میڈم! میں اس ایوان کے اندر آپ کو بتاتا ہوں کہ میں واحد پاکستانی ہوں جس نے اپنی اولاد، بیوی، بچے، ماں باپ اور بہن بھائی، جو eligible ہیں، کسی کو بھی وہاں کا citizen نہیں رہنے دیا، نہ وہ کسی اور ملک کے شہری ہیں اور نہ میں نے green card لیا ہے اس لیے کہ کل جب میری retirement ہو تو میں یہاں سے green card کی basis پر پاسپورٹ لے لوں اور یہاں سے چلا جاؤں۔ میرا یہ concern نہیں ہے۔ I am not bothered. I never raised the

اس چیز پر میں نے سوال ہی نہیں کیا لیکن مجھے پہلے جواب میں دیکھایا گیا کہ جیسے ریکارڈ question. ہے، ٹھیک ہے۔ میں نے probe further کیا تو کہا گیا کہ ریکارڈ نہیں ہے۔ پھر تو آپ صادق و امین نہیں رہے۔ ,Article 2 Code of Conduct جس میں آپ کو بتایا جاتا ہے کہ آپ نے cautious ہونا ہے، آپ نے اللہ سے ڈرنا ہے، آپ کی زبان اچھی ہونی چاہیے، آپ کے اندر لالچ، جھوٹ نہیں ہونا چاہیے لیکن وہ سب .....criteria

(مداخلت)

سینیٹر فیصل واوڈا: جناب! میں اپنے لیے، آپ کے لیے، اس ایوان کی عزت کے لیے بات کر رہا ہوں، میری اور آپ کی، ایک ہی چیز ہے۔ جناب! آپ بھی بات کریں گے، ہم عزت سے سنیں گے۔ جناب! دو منٹ دے دیں۔۔۔۔

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر واوڈا صاحب! آپ Chair کو address کریں اور please wind up کیجیے۔

Senator Fesal Vawda: Sorry! my apology Madam.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محسن عزیز! شور مچانے سے ہر گز مائیک نہیں ملے گا۔ سینیٹر فیصل، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ سینیٹر محسن صاحب! آپ کو وقت دونگی، پہلے بھی دیا تھا، آپ کے Leader of the Opposition کھڑے ہو گئے تھے، ان کو ترجیح ملتی ہے۔ جی سینیٹر فیصل، please wind up کریں۔

سینیٹر فیصل واوڈا: میڈم! اس ملک میں جہاں لاقانونیت، ناانصافی، ظلم و بربریت ہے وہاں خواتین، ہماری بہن، بیٹیاں، مائیں انصاف کے لیے اپنی جائیداد، انگوٹھی، گھڑی، کھیت، ٹریکٹر بیچ دیتی ہیں، اپنی عصمت، عزت بیچتی ہیں کہ اس سے پیسے مل جائیں تاکہ ان کا کام ہو جائے۔ اس ظلم و بربریت کو ہم نے ہی identify کرنا ہے۔ میں مسلم لیگ (ن) کا بڑا مخالف ہوں، سیاسی مخالف ہوں لیکن ان کا دشمن نہیں ہوں۔ یہ میں نے اب realize کیا۔ میری ان سے جانی دشمنی نہیں ہے، سیاسی مخالفت ہے ۔میڈم! میں بہت clarity سے بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے منصب، پارلیمنٹ چاہے وہ PTI, MQM, PPPP یا (ن) لیگ ہوگی اور شب خون مارنے کی بات کی

جائے گی اور کوئی Executive کی integrity کو question کرے گا تو میرے سمیت ہم سب ایک ساتھ کھڑے ہوں گے کیونکہ ایک ساتھ نہ کھڑے ہونے کی وجہ سے یہ advantages اس ملک میں لی جا رہی ہیں۔

میڈم! اس کے بعد میں آخری دو منٹ آپ سے لے رہا ہوں۔ پھر جج اطہر من اللہ صاحب comment کرتے ہیں، اپنا bias دکھاتے ہیں۔ بطور جج، قانونی طور پر کوئی بھی جج کسی پر الزام نہیں لگا سکتا۔

مجھ پر proxy ہونے کا الزام لگایا۔ How dare a judge can question my integrity without any evidence? How dare! you think that I am going to compromise? I am not going to compromise. میڈم! مجھے proxy کرکے پھر Indian and international newspapers میری headlines لگاتے ہیں۔ میں proxy کہلا رہا ہوں۔ پاکستان کو defame کیا گیا۔ جسٹس اطہر من اللہ نے میری integrity کو question کیا۔ مجھے defame کیا۔ Evidence تو اب دینا پڑے گا اور میں لوں گا۔ ان سب چیزوں کے بعد جن ججوں کو نہیں بیٹھنا چاہیے، وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں honourable Chief Justice اور ان کے honourable Bench کے سامنے پیش ہو رہا ہوں اور اس لیے پیش ہو رہا ہوں کہ میرا یقین ہے کہ وہ ایمان دار آدمی ہے اور ان کا Bench ایمان دار ہے۔ ، اسی طرح میں honourable Justices Ata Bandial, Mansoor Ali Shah and Ayesha Malik کے سامنے پیش ہوا۔ ان کا conduct ایسا تھا کہ آدمی morally and emotionally charge ہو جاتا ہے، اچھائی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ مجھے دو بار in an unprecedented way اور بربریت سے without any trial, disqualify کیا گیا کیونکہ جج اطہر من اللہ نے مجھے انصاف نہیں دینا تھا۔ وہ biased تھے اور بغض اتنا تھا کہ مجھے proxy بھی کہہ دیا۔ It's a long history although I don't know him. جب میں سپریم کورٹ میں ان Honourable Judges کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ اس کو regret کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جی نہیں میں تو دس قدم اور آگے بڑھوں گا۔ Regret کے ساتھ I will add an apology and

my resignation اور یہ میری party کی seat ہے جسے میں اس کو واپس کرتا ہوں کیونکہ یہ ان کی امانت تھی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب آپ کسی پر جرم ثابت کرتے ہیں جب وہ سزا کاٹ کر نکل رہا ہو تو اس کو پتہ ہو کہ میں ایک اچھا انسان بن جاؤں گا نہ کہ جو ہمارا یہ نظام چل رہا ہے کہ یہ لوگ دہشت گرد بن جائیں۔ کل جس قسم کی زبان استعمال کی گئی اور جج محسن کیانی صاحب پر عدالت کے لوگ اور ان کے juniors نے وہ تہمتیں لگائیں کہ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تو پھر آپ پاکستان میں کس justice کی بات کر رہے ہیں۔ آپ Executive اور Cabinet کو کہتے ہیں جس کے پاس immunity ہے۔ ہمیں آپ پیار اور عزت سے بلائیں۔ ہمارے پاس immunity ہو نہ ہو ہم آدھی رات کو آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ہم آپ کے وقار کی بات کر رہے ہیں۔ یہ جو black sheep ہیں، ساری عدلیہ تو ایسی نہیں ہے۔ آج شواہد بھی ہیں لہٰذا آج آپ انہیں tame کر لیں، accountability کے ذریعے انہیں sack کریں لیکن آپ کہتے ہیں کہ contempt کے لئے ان innocent لوگوں کو بلائیں گے، ان کو دو دو بار disqualify کریں گے۔ جو گناہ کیا ہی نہیں تھا اس نا کردہ کی سزا دیں گے تو یہ نہیں چلے گا۔ میرے لیے بھی وہی قانون ہو گا جو ایک جج کے لیے ہو گا۔ جو آپ کے لیے ہو گا وہ میرے لیے ہو گا۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کہ جو میرے ساتھ ہوا۔۔۔

Madam Presiding Officer: Please, wind up.

سینیٹر محمد فیصل واوڈا: بس wind up کر رہا ہوں۔ یہ authority اس ایوان کی ہے۔ یہ میرے لیے ایک historical day ہے کہ میں ایوان کے سامنے as a law abiding citizen surrender کرتا ہوں۔ مجھے proxy کہہ کر میری integrity مجروح کی گئی ہے، اس ایوان کی integrity کو question کیا گیا ہے۔ اس ایوان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک پاکستانی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میڈم چیئرپرسن! آپ کے توسط سے Law Minister سے request کرتے ہوئے کہ میں اپنی توہین، proxy کہنے پر آپ کے سامنے privilege motion بھیج رہا ہوں جس میں آپ نے جج اطہر من اللہ کے خلاف کارروائی کرنی ہے۔ یہ ایوان نے کرنی ہے یا کمیٹی نے، یہ میں آپ کے آگے چھوڑتا ہوں اور آخر میں wind up کرتے ہوئے میں بتاتا چلوں کہ

am fearless, focused, persistent, consistent and my faith line is stronger than my life line. I am here to serve Pakistan in every capacity and I am going to fight till the end. Thank you.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ فیصل واوڈا صاحب۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ بہت سی جماعتیں اس پر بولنا چاہ رہی ہیں۔ Leader of the Opposition پہلے بات کرنے کا آپ کا تو استحقاق ہے .and I am coming to you next فیصل واوڈا صاحب! آپ کو وقت اس لیے زیادہ دیا کیونکہ آپ متاثرہ party ہیں۔ اس وقت مقنّنہ کا وقار ہمارے سامنے ہے اور یہ ایوان مشترکہ طور پر ان باتوں کو discuss کر سکتا ہے۔ آپ نے دہری شہریت کی بات کی، یہ بھی ایک ایسا issue ہے جو ہم ایوان میں discuss کر سکتے ہیں اور اس پر مہذب discussion ہو سکتی ہے۔ سیاست دان جو ہمیشہ کٹہرے میں کھڑا ہوتا ہے، یہ ہمارے لیے ایک افسوس ناک بات ہے اور ایک ایسا المیہ ہے جس پر ہمیں سوچ و بچار سے راستہ نکالنا ہو گا کہ پارلیمان sovereign ہے اور اپنے لیے خود ہی راستے نکالے۔ ہمارے conduct کو ظاہر ہے دوسرے lens سے judge کیا جارہا ہے، دوسرے زاویے سے judge کیا جارہا ہے لیکن یہ بھی کہنا موزوں ہو گا کہ انصاف کی ساکھ تب ہی جائز مانی جائے گی جب وہ بلا تفریق سب کے لیے برابر ہو۔ وہ موقع پرست اور مصلحت پرست نہ ہو۔ میں یہ بھی کہتی چلوں کہ ہر جماعت سے یا تو پارلیمانی لیڈر یا ان کے عوض کوئی اور سینیٹر بولیں گے۔ سب کو بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے تا کہ ہم سب کو وقت دے سکیں۔ میں Leader of the Opposition Senator Shibli Faraz سے درخواست کروں گی کہ وہ بات کریں۔

<u>Senator Syed Shibli Faraz (Leader of the Opposition)</u>

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ بات تو اور موضوعات پر کرنی تھی جو اس وقت ملک کو درپیش ہیں اور کئی مسائل ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم کہاں سے شروع کریں، کون سا سانحہ زیادہ اہم ہے، کون سا سانحہ کم اہم ہے۔ بہرحال دوران اجلاس جو خبر ہمیں ملی تھی کہ ہماری جماعت پاکستان تحریک انصاف جو اس ملک کی سب سے مقبول جماعت

ہے اور اس کی مقبولیت کا جو عکس تھا وہ 8 فروری کو پاکستان کے عوام نے دیا۔ قومی اسمبلی میں ہماری سب سے بڑی جماعت ہے اور ان شاء اللہ جب خیبر پختونخوا میں سینیٹ کے الیکشن ہو جائیں تو سینیٹ میں بھی ہم سب سے بڑی جماعت ہوں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سب سے بڑی جماعت پاکستان تحریک انصاف کو کن کن مسائل کا سامنا ہے۔ ہماری جماعت کے ساتھ اس وقت جو سلوک کیا جا رہا ہے اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ Treasury side پر جو سینیٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، جو واقعہ ہماری جماعت کے spokesperson Rauf Hassan کے ساتھ پیش آیا، اس پر انہوں نے کوئی زبانی protest بھی نہیں کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بات حق اور ناحق کی نہیں ہو رہی، بات سچ اور جھوٹ کی نہیں ہو رہی اور بات انصاف یا ناانصافی کی نہیں ہو رہی۔ اس وقت جس کے پاس طاقت ہے اسی کی بات ہے اور اسی کا سکہ رائج الوقت ہے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ اس ایوان میں جو سینیٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں آیا وہ سینے میں دل نہیں رکھتے، آیا ان کی کوئی moral values نہیں ہیں، آیا ان کی کوئی political maturity or political perspective نہیں ہے۔ میڈم پریذائیڈنگ آفیسر آپ نے اس واقعہ کو condemn بھی نہیں کیا کیونکہ یہ واقعہ کوئی عام واقعہ نہیں ہے۔ اس کی symbolic value بہت بڑی ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: Leader of the Opposition آپ ایوان میں نہیں تھے، سینیٹر واوڈا نے اور دیگر ممبران نے بھی اسے condemn کیا۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میں نے معذرت کر لی اور بات ختم ہو گئی۔ بڑی اچھی بات ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو بہت اچھا ہوا ہے کیونکہ ہم اپنے colleagues سے یہ minimum expect کرتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا واقعہ جس میں انسانی حقوق، کسی کی respect, کسی کی dignity یا کسی کی جان و مال پر attack ہو تو اگر ہم خاموش رہیں گے تو پھر ہمارے اس ایوان کی حیثیت میں کبھی بھی نہ respect آئے گی، نہ اس کی legitimacy ہو گی اور نہ اس کی credibility ہو گی۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں اس بات پر یہ چاہوں گا کہ جو واقعہ ہوا ہے، اس پر مجھے وزیر قانون نے ایک brief.....

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی House in order کریں، اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں،serious debate ہے۔شکریہ۔جی۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میڈم! مجھے پتا چلا ہے کہ CCTV کی footage بھی آگئی ہے، apparently لگتا ہے کہ وہ خواجہ سرا تھے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو ان خواجہ سراؤں نے ایکjournalist پر بھی attack کیا تھا۔ اس لیے یہ اتفاقاً نہیں ہے، ہم توقع کرتے ہیں کہ چوبیس گھنٹوں کے اندراس واقعے کی inquiry ہواور اس زیادتی کے مرتکب ہونے والے لوگ گرفتار ہوں۔ اگر حکومت ہے، چاہے وہ کٹھ پتلی ہی سہی، چاہے Form 47 کی بنی ہوئی حکومت ہی سہی، انہیں کل کے اجلاس میں یہ report دینی ہو گی۔ اس واقعے پر وزیر داخلہ آئیں اور وہ بتائیں کہ کیا ہوا، کن لوگوں کو گرفتار کیا گیا، اس کی کیا وجوہات تھیں؟ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس معاملے پرdirection دیں کہ ایوان کو اس واقعے پر آگاہ کیا جائے۔

مجھے افسوس ہے کہ ایران کے صدر اور ان کے ساتھیوں کی شہادت ہوئی ہے، ہم ایرانی حکومت اور عوام کے ساتھ پوری یک جہتی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ہمارے نوجوانوں کے ساتھ Bishkek میں جو سلوک ہوا، ان پر جو تشدد ہوا، انہیں مارا اور پیٹا گیا، اس کے علاوہ بھی کئی طرح کی دوسری خبریں آئی ہیں، Government of Pakistan was conspicuous by her absence. Foreign Office اور دیگر وزراء جو انہیں صرف receive کرنے کے لیے گئے، اپنے photo sessions کیے اور بات ختم۔ میں خیبر پختونخوا کی حکومت کو سلام پیش کرتا ہوں، انہوں نے فوری طور پر Pakistani Ambassador to Kyrgyzstan سے بات کی، انہوں نے یہ offer دی کہ خیبر پختونخوا کی حکومت جو اتنے وسائل نہیں رکھتی، اس کے باوجود ہم نے کہا کہ ہم نے اپنے طالب علموں کو safely evacuate کرنا ہے، ان کا خرچ خود اٹھایا اور چھ سو سے زائد students واپس آگئے ہیں اور مزید بھی آرہے ہیں جن کے تمام اخراجات خیبر پختونخوا حکومت کر رہی ہے۔

ابھی ہمارے colleague فیصل واوڈا نے ایک مفصل تقریر کی جس میں انہوں نے بنیادی طور پر judiciary کے بارے میں، میں یہ نہیں کہوں گا کہ انہوں نے اسے ہدف بنایا، میں یہ ضرور کہوں گا کہ انہوں نے کچھ باتیں کی ہیں، کچھ ان کی ذات سے تعلق رکھتی تھیں اور کچھ انہوں نے سیاسی جماعتوں کے لیڈروں کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ کیں۔ مجھے خوشی ہوتی اگر سینیٹر فیصل واوڈا اسی روانی میں پاکستان تحریک انصاف، عمران خان صاحب کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، آیا ہم چالیس سالوں بعد یہ دیکھیں گے کہ خان صاحب کا case ایک travesty تھی، وہ ایک judicial حملہ تھا، ملک کے سب سے مقبول لیڈر پر سیاسی بنیادوں پر مقدمات بنائے گئے۔ اس پر ہر طرح کے cases بنائے گئے لیکن میں جس پر سخت شرمندہ ہوں اور میرے خیال میں ہم سب کو بھی شرمندہ ہونا چاہیے کہ خان صاحب کی شادی کو متنازعہ بنایا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں آپ نے کبھی ایسا مقدمہ سنا ہے؟ ملک کا مقبول لیڈر، وہ لیڈر جو ہمیشہ اس ملک کے لیے glory لایا۔ اس نے ہمیشہ اس ملک کا نام اونچا کیا اور آپ اس کی شادی کو متنازع بنا رہے ہیں۔ اس کا کیا مقصد تھا؟ اس کا مقصد اس کی تضحیک کرنا تھا، اس مقبول لیڈر کی تضحیک کرنا۔ دیکھیں ہم یہاں سیاست کر رہے ہیں، جس طرح سینیٹر فیصل نے کہا کہ ہماری ذاتی دشمنیاں نہیں ہیں، ہم سیاسی لوگ ہیں اور ہم سیاسی لڑائی چاہتے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے بائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے treasury benches کے سینیٹرز جو اپنی اپنی جماعتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں، انہوں نے اسے سیاست سے ذاتی دشمنی بنا دیا ہے۔ جو مقدمات ذہن میں نہیں بھی آتے تھے، بلکہ میں آج Islamabad High Court میں تھا، وہاں ٹیرین کا مقدمہ جو ایک سال پہلے decide ہو چکا تھا، وہ مقدمہ دوبارہ fix کر دیا گیا، جب تین ججوں پر مشتمل bench نے دیکھا کہ یہ وہی مقدمہ ہے جس کے بارے میں already judges نے فیصلہ کر دیا ہے، تین ججوں کے benches میں دو ججوں نے sign کر کے اپنی پوری judgment دی جو کہ record میں موجود تھی اور انہوں نے وہ دکھائی تو موصوف وکیل صاحب نے کہا کہ مجھے تو اس کا پتا ہی نہیں تھا۔ عدالت نے اس مقدمے کو reject کر دیا۔ Are we running out of options? کون سا اور case ہے جو بن سکتا ہے، توشہ خانہ کا case ہے، جب بھی دیکھتے ہیں کہ ضمانتیں ہو رہی ہیں، رہائی ہو رہی ہے تو آپ ایک اور مقدمہ ڈال دیتے ہیں، ابھی توشہ خانہ کا ایک نیا case آگیا ہے۔

اس طرح مقدمات بنانا اور جس طرح خان صاحب کو سزا ہوئی، تین دنوں میں تین سزائیں ہوئیں، ہم نے اس جیسی efficiency نہیں دیکھی۔ میں چاہتا تھا کہ سینیٹر فیصل واوڈا اس کا بھی ذکر کرتے۔ جس طرح ہمارے مقدمات میں ضمانتوں کی بات آتی ہے تو انہیں indefinitely delay کیا جاتا ہے، کبھی جج نہیں آتا، کبھی وہ چھٹی پر چلا گیا، کبھی کیا ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ جو جج بیمار تھا اسے زبردستی بٹھایا گیا کہ تم نے یہ فیصلہ بھی دینا ہے اور اسے رات دو بجے تک سننا بھی ہے۔ ہمارے وزیر برائے قانون ہیں، میں اتنی وکالت تو نہیں جانتا لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ آپ جو غلط چیزیں ہوں، یہ چاہے کوئی بھی کر رہا ہو، اسے defend نہ کریں، آپ کی personal credibility at stake آجاتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ جو ٹھیک ہے اسے ٹھیک کہیں اور جو غلط ہے اسے غلط کہیں لیکن آپ کی تقریر ہی میں ہم نے سنا کہ three bench سے five bench میں تین ججز بیٹھ گئے، آپ دیکھیں کہ جب حکومت اس طرح کی insinuations کرتی ہے تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ آپ صحیح بات کو نہیں مان رہے ہیں۔ آیا یہ درست ہے کہ نہیں کہ PTI کی reserved seats دوسری پارٹیوں کو بانٹ دی گئیں، جیسے میرے والد کی وفات ہو جائے اور کہا جائے کہ چونکہ میں ناخلف تھا اس لیے اُن میں بانٹ دیں، یہ کہاں کا قانون ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ نے ہماری seats, ہمارے mandate کو، ایک تو آپ نے mandate کو چرایا، دوسری چیز یہ کہ ہماری reserved seats تقسیم کر دی گئیں، جس کی ایک seat تھی، اس کی دو، تین seats ہو گئیں۔ اگر آپ morally کھڑے ہوتے تو آپ کو خود کہنا چاہیے تھا۔ میں نے اس کا شکوہ اپنے معزز سینیٹر فاروق نائیک صاحب سے بھی کیا، میں نے کہا بعض اوقات بات صرف قانون کی نہیں ہوتی، بات principles کی ہوتی ہے اور بات morality کی ہوتی ہے۔ جو morality ہے وہ یہی demand کرتی ہے کہ یہ seats ہماری ہیں ہی نہیں۔ میں جماعت اسلامی کے امیر حافظ نعیم صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے کہا یہ seat میں نہیں جیتا یہ PTI والا جیتا ہے میں withdraw کرتا ہوں۔

اب جب بات 2018 کی ہو یا 2024 کی ہو لیکن پوری قوم جانتی ہے جو 8th February کو الیکشن ہوئے ہیں جس طرح سے mandate چرایا گیا ہے، ہمارے candidates کو جس طرح سے haunt کیا گیا ہے، خصوصاً پنجاب میں haunt کیا گیا ہے۔ پنجاب میں آج بھی وہی

فسطائیت کا ماحول ہے۔ پنجاب میں آج بھی پاکستان تحریکِ انصاف نہ تو جلسہ کر سکتی ہے، نہ جلوس کر سکتی ہے اور نہ ہی convention کر سکتی ہے۔ کیوں؟ اگر آپ سیاست میں ہیں تو سیاسی طور پر مقابلہ کریں، ریاست کے جو وسائل ہیں آپ اس سے مقابلہ نہ کریں، آپ اپنے آپ کو جمہوری اور سیاسی جماعت کہتے ہیں۔ آپ کا یہ کام نہیں ہے کہ سیاسی مخالفین کے گھروں میں جائیں، ان کو مارا جائے، اگر وہاں پر 100 بندے بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کے ارد گرد 1000 پولیس کھڑی کر دی جائے اور ان کو access بھی نہ دی جائے، یہ جمہوریت ہے؟ اگر یہ جمہوریت ہے تو پھر dictatorship کیا ہوتی ہے؟ آپ سیاسی لوگ ہیں، آپ سیاست کر رہے ہیں، اگر آپ لوگوں کے ووٹ لے کر آتے ہیں تو آپ کو چاہیے آپ سیاسی مقابلہ کریں، آپ کیوں چھپتے ہیں؟ ہم آپ کو challenge کرتے ہیں، آپ آئیں اور ہمارا سیاسی مقابلہ کریں۔ آپ free and fair elections کروائیں، form-47 والے الیکشن نہیں کروائیں، آپ کو دلوں میں بھی پتا ہے۔ نیشنل اسمبلی میں کئی ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر بھی کچھ ساتھی آئے ہوئے ہیں وہ اس form-47 والی membership کے ذریعے ووٹ کرکے آئے ہیں۔ ابھی جو Supreme Court نے فیصلہ دیا ہے، میرے جو معزز وزیر قانون ہیں وہ وکیل بھی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ خیبر پختونخوا کے الیکشن ہو جائیں گے تو یہ مسئلہ طے ہو جائے گا، بالکل صحیح ہے لیکن میرے خیال سے وہ مسئلہ وہاں پر شاید طے نہیں ہوگا، میں اتنا قانون نہیں جانتا۔ جب پنجاب کے MPAs کی membership suspend کر دی گئی ہے تو ظاہر ہے ان کے منتخب کردہ سینیٹرز پر بھی سوال اٹھے گا اور الیکشن پر بھی سوال اٹھے گا۔ ہم اس ملک کو مزید گڑھوں میں دھنساتے جا رہے ہیں، صرف اس اقتدار کے لیے؟ وہ اقتدار کل ہمارے پاس بھی تو تھا نا اور چلا گیا، اس سے کوئی ہرجائی نہیں۔ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: آپ کو بھی سمجھ آ جائے گی لیکن ایک فرق ہے ہمارا لیڈر ان کے لیڈر کی طرح ملک سے بھاگ نہیں جاتا، ہمارا جو لیڈر ہے وہ اسی ملک میں ہے وہ جیل میں ہی رہے گا وہ اس ملک سے باہر نہیں جائے گا۔ یہ سب سے بڑی بات ہے، آپ یہ بات کیسے کر سکتے ہیں؟

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر : قائد حزب اختلاف، مہربانی کرکے آپ wind up کریں۔

Senator Syed Shibli Faraz: I will speak, if you have allowed so many other Senators for such a long time.

Madam Presiding Officer: No I did not allow so many other Members.

آپ کے پیچھے بھی لوگ بیٹھے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز : بیٹھے رہیں وہ میرے اپنے لوگ ہیں، آپ ان کی فکر نہ کریں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر : آپ wind up کرلیں آپ کو روز موقع ملے گا۔

سینیٹر سید شبلی فراز : آپ مجھے بات کرنے دیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر : سینیٹر واوڈا صاحب آپ بیچ میں نہیں بول سکتے، آپ تشریف رکھیں، ان کو ختم کرنے دیں۔

I will give you right of reply.

سینیٹر سید شبلی فراز : میں پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ دیکھیں اس وقت یہ ساری چیزیں جو ہو رہی ہیں، یہ اس لیے ہو رہی ہیں کہ اس ملک میں قانون کی بالادستی نہیں ہے۔ جب تک قانون کی بالادستی کسی بھی معاشرے یا کسی بھی ملک میں نہیں ہوگی everybody knows, یہ نہیں کہ میں کوئی نئی بات یا فلسفہ جھاڑ رہا ہوں یہ ایک fact ہے اور یاددہانی ہے کہ جب قانون کی حکمرانی نہیں ہوگی تو اس قسم کے سارے واقعات اٹھتے رہیں گے، اگر اس قسم کی ناانصافیاں ہوتی رہیں گی، لوگ خود کو غیر محفوظ سمجھیں گے۔ پارلیمنٹ checks and balances عدلیہ، آزاد عدلیہ ناگزیر ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر : اس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: چاہے اداروں کی آپس میں ہم آہنگی ہو، اس کے لیے ہر ایک کو اپنے اپنے circle میں رہنا ہوگا جو کہ قانون اور آئین نے متعین کیا ہے۔ قانون اور آئین کے بغیر کوئی بھی ملک، ملک کہلانے کے قابل نہیں رہتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک تو برداشت کریں اور پیمانہ سب کے لیے ایک ہی رکھیں یہ نہیں کہ آپ کسی کے لیے پیمانے کو چھوٹا کر دیں اور کسی کے لیے بڑا کر دیں۔ My last point, جس طرح سے کل پنجاب میں ایک ایسا draconian law پاس ہوا ہے۔ میرے خیال سے اس کے لیے صرف ہمیں بات نہیں کرنی چاہیے تھی، پاکستان پیپلز پارٹی تو خود کو بڑی liberal سمجھتی ہے۔ جس طریقے سے وہاں پر ہوا ہے، ہم تو اس کی شدید مذمت کرتے ہیں، ہمارے صحافی بھائی بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کس طرح سے اپنے کام کو آزادی کے ساتھ کریں گے۔ قواعد و ضوابط ہونے چاہیے لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آپ کو دس سے تیس لاکھ روپے کا جرمانہ ہو گیا، آپ اتنے سالوں کے لیے اندر ہو گئے۔ یہ ایک ایسا ماحول create کیا جا رہا ہے جس میں کوئی سچ نہ بول سکے اور پنجاب حکومت نے جو کیا ہے، یہ قابل مذمت ہے، دیکھیں اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ کوئی جج فیصلہ دے اگر وہ پاکستان تحریک انصاف کی favour میں ہے تو جناب ایک، دو، تین، چار press conferences شروع ہو جاتی ہیں جس میں وزیر قانون بھی شامل ہے، ہم یہ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ یہ کیا image دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے جو فیصلے ہوں گے، اگر پاکستان تحریک انصاف قانونی جنگ لڑے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر سید شبلی فراز: میں آخری بات یہ کہہ رہا ہوں۔ کہ ہم انصاف مانگ رہے ہیں، ہم cases کا withdrawal نہیں مانگ رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر آپ نے کوئی case بنایا ہے تو آپ اس کو قانون کے تحت ثابت کریں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں.good to see you

Senator Syed Shibli Faraz: I wish I could also say that.

جس طرح سے اس بات پر campaign کی جا رہی ہے، چھ ججز نے جو خط لکھا، اس کو بھی دیکھنا چاہیے، ہم اس کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتے اور ان دو چیزوں میں سے ایک جو پنجاب کا defamation law ہے، آپ نے جس طرح گندم کے ساتھ کیا ہے، پنجاب حکومت نے کس طرح سے روڑے اٹکائے ہیں، آپ نے کسانوں کا مستقبل تاریک کر دیا ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جناب قائد حزب اختلاف صاحب آپ سے گزارش ہے گندم اور دیگر مسئلوں پر الگ debate کر لیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: دیکھیں میں ہر subject پر بات کر سکتا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں یہ Point of Public Importance ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: Defamation law جو پنجاب میں پاس ہوا ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: اس پر آپ بے شک debate کر لیجئے گا۔

سینیٹر سید شبلی فراز: ہم اس پر token walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی bulldozer نہیں ہے، محسن صاحب آپ اپنی پارٹی کی طرف سے بولنا چاہ رہے تھے، اگر نہیں بولنا چاہتے تو چھوڑ دیں۔ اب میں سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو موقع دوں گی اور سب سے گزارش ہے کہ اختصار قائم رکھیں اور اس ایوان کے وقار کے ہم سب ضامن ہیں۔

پلیز اس بات کو یاد رکھیں کہ جہاں انصاف کی بات ہو رہی ہو، میں پھر کہوں گی انصاف وہی applicable اور صحیح نظر آئے گا جہاں وہ سب کے لیے برابر ہو گا۔ تو آپ بھی discuss کر لیں کہ آپ کے لیے برابر ہے اور سینیٹر فیصل واوڈا صاحب اگر آپ کو point of personal explanation چاہیے تھا تو اس کے بعد کر لیں۔ Is it alright with you? OK.

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بہت شکریہ میڈم چیئر پرسن! میرے دوست شبلی فراز صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام میں بعض باتیں کیں، ایک تو پنجاب کے حوالے سے انہوں نے اپنی بے چینی اور بے کلی کا اظہار کیا۔ بہتر ہوتا کہ وہ اپنے صوبے کے احوال و کوائف پر کوئی بات کرتے۔ دوسرا انہوں نے یہ فرمایا کہ دوسروں کے گھروں میں گھسنا، لوگوں کی پکڑ دھکڑ کرنا، لوگوں کو جیلوں میں ڈالنا، یہ جمہوریت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ حقیقت اگر ان پر کوئی سال دو سال پہلے منکشف ہو جاتی تو شاید انہیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ پھر انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ سب کچھ جو ہوتا ہے اور اس طرح کی جو حرکتیں ہوتی ہیں یہ---

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! میں آپ کو روکنا نہیں چاہتی لیکن اگر وزیر قانون یا کوئی اور اپنی opposition کو کہہ دیں کہ اندر آجائیں اور حوصلہ اور تحمل کے ساتھ ایک دوسرے کی بات سنیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی میں جاتا ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی۔ آپ نے اپنا کام کرنا ہے جی۔ شکریہ۔

(اس موقع پر واک آوٹ کرکے جانے والے ارکان ایوان میں واپس آگئے)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: تو انہوں نے کہا کہ پنجاب میں فسطائیت ہے، dictatorship ہے، میں اس پر بھی کوئی اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر ان کے پیمانے کے مطابق آج کے دور کو دیکھا جائے تو صورتحال ان کو زیادہ اچھے طریقے سے سمجھ آسکتی ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ میرے برادر عزیز فیصل واوڈا نے بہت اہم issue کھڑا کیا ہے۔ یہ important issue اس لیے نہیں ہے کہ جس شخص نے یہ معاملہ اٹھایا ہے اس کا نام فیصل واوڈا ہے یا اس کا تعلق کسی خاص جماعت سے ہے یا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان بالا کا رکن چاہے یہاں بیٹھا ہو یا وہاں بیٹھا ہو، خدا کرے کہ آپ پر بھی یہ دن کبھی نہ آئے۔ تو ان معاملات کو ذرا

سیاست کی عینک سے ہٹ کر دیکھنا چاہئے۔ چونکہ ایک parliamentarian کے بارے میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ پارلیمان کے بارے میں روا رکھا جاتا ہے۔ اور جو سلوک پارلیمان کے بارے میں روا رکھا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پچیس کروڑ عوام کے بارے میں روا رکھا جاتا ہے۔ ہر شخص جو یہاں موجود ہے، irrespective of the fact کہ وہ اِدھر بیٹھا ہے یا اُدھر بیٹھا ہے، وہ عوام کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کا احترام اسی حوالے سے کیا جانا چاہیے اور یہ ہونا چاہیے۔

ابھی رؤف حسن صاحب کے بارے میں خبر آئی، میں رؤف حسن صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ میرے قریبی دوستوں میں سے ہیں بلکہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے ساتھ ہمارے خاندانی مراسم ہیں۔ ان چیزوں سے قطع نظر ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں اپنی طرف سے، اپنی جماعت کی طرف سے اور میرا خیال ہے کہ ان تمام benches کی طرف سے بھی اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ فسطائی رویے اور اس طرح کی حرکتیں کسی کی آواز کو چپ نہیں کروا سکتیں اور جب کوئی اس طرح کی بات ہوتی ہے تو اس سے آپ دوسرے کے قد کاٹھ کو زیادہ نمایاں کرتے ہیں۔ ایسا کل بھی نہیں ہونا چاہیے تھا اور ایسا آئندہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ تو مجھے بہت افسوس ہوا اور ان شاء اللہ تارڑ صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ کل اس پر ایک جامع رپورٹ پیش کریں گے۔

میڈم چیئرپرسن! عدلیہ کے حوالے سے بات کی جائے تو ہماری عدلیہ کا ایک کردار تو وہ ہے جو اس نے پچہتر/چھہتر سالوں سے آئین کے بارے میں روا رکھا۔ اس کا ایک کردار وہ ہے کہ جو اس نے آئین شکنوں کے بارے میں روا رکھا۔ اس کا ایک کردار وہ ہے جو اس نے جمہوریت کے بارے میں روا رکھا۔ اس کا ایک کردار وہ ہے جو اس نے جمہوریت شکنوں کے بارے میں روا رکھا۔ اس کا ایک کردار وہ ہے جو اس نے سیاست کے بارے میں روا رکھا اور ایک کردار وہ ہے جو اس نے سیاستدانوں کے بارے میں روا رکھا۔ میڈم چیئرپرسن! آپ دیکھیں کہ جب بھی آئین توڑا گیا تو انہوں نے آئین توڑنے والوں کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے، اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے تمام اقدامات کو جائز قرار دیا اور اسے لکھ کر دیا کہ آئندہ بھی اس آئین میں اگر کوئی توڑ پھوڑ کرنا چاہتے ہو تو تمہاری منشا ہے کہ تم جو مرضی کرو اور انہوں نے اپنی مرضیاں کیں۔ اسی طرح جب بھی جمہوریت شکنی ہوئی،

انہوں نے جمہوریت شکنوں کا ساتھ دیا۔ سیاستدان، روز اول سے، جب مولوی تمیز الدین کی اسمبلی توڑی گئی تو وہ ایک رکشہ میں برقعہ پہن کر کورٹ پہنچے تھے۔ ان کو یہ بھی اجازت نہیں تھی کہ وہ عدالت جا سکیں اور ان کے راستے روک لیے گئے تھے۔ یہ داستانیں تو بہت پرانی ہیں۔ عدلیہ نے ابتدائے کار میں ہی، پہلے چھ سات سالوں میں، جو ایک مثال قائم کی کہ ایک نظریہ ضرورت بھی ہوتا ہے اور اس نظریہ ضرورت میں ہمیشہ جمہوریت کا سر کچلا، ہمیشہ آئین کا سر کچلا، ہمیشہ سیاستدانوں کا سر کچلا، ہمیشہ سیاسی اقدار کا سر کچلا گیا۔

میڈم چیئرپرسن! ایک ہوتا ہے عدالت کا فیصلہ۔ عدالت معاملے کو دیکھتی ہے، جانچ پرکھ کرتی ہے، وکلا آتے ہیں، اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ آئین ہوتا ہے، قانون ہوتا ہے، روایات ہوتی ہیں، ضابطہ ہوتا ہے اور ان تمام کی روشنی میں وہ فیصلہ کرتی ہے۔ وہ فیصلہ کر دیں، سو بسم اللہ۔ لیکن انہیں یہ استحقاق کس نے دیا ہے کہ چلیں بیٹے سے تنخواہ نہ لینے پر آپ نے گھر بھیج دیا۔ آپ نے بھیج دیا اور اس نے مان بھی لیا۔ وہ اپنی وزارت عظمیٰ چھوڑ کر گھر بھی چلا گیا۔ آپ کو کس نے یہ استحقاق دیا تھا کہ آپ اس کے ماتھے پر Sicilian Mafia کا داغ چپکائیں۔ یہ آپ کو کس نے کہا تھا؟ آپ کو کس نے کہا تھا کہ اس کو Godfather کا نام دیں؟ آپ کو کس نے کہا تھا کہ آپ اس سینیٹر کو proxy کہیں؟ یہ اختیار آپ کہاں سے لیتے ہیں۔ یہ کون سا آئین ہے، یہ کون سا ضابطہ اخلاق ہے۔

میرے ایک بہت محترم جج جناب اطہر من اللہ صاحب نے دو، تین دن پہلے Federal Judicial Academy کی ایک تقریب میں تقریر کی جس میں انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم امام ابو حنیفہؒ کے ضابطہ اخلاق پر عمل کریں اور اس کو اپنا لیں تو ہماری عدلیہ میں انقلاب برپا ہو جائے گا۔ کہاں امام ابو حنیفہؒ، آپ تو کورنیلیس نہیں بن سکے، آپ تو بھگوان داس بھی نہیں بن سکے، آپ نام لیتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کا۔ امام ابو حنیفہؒ کو کیا کیا سزائیں نہیں ملیں۔ انہیں کوڑے تک کھانے پڑے پر انہوں نے منصب قضاء قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ آپ تو اس کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ آپ تو سرنگیں لگاتے ہیں کہ کس طرح میں اس منصب تک پہنچوں۔ آپ تو کیسے کیسے حربے اختیار کرتے ہیں۔ آپ کہاں اور امام ابو حنیفہؒ کہاں۔ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے طالب علموں کے لیے جو ضابطہ اخلاق چھوڑا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ تم میں سے بہت سے لوگ قضاء کے منصب پر

بیٹھیں گے لیکن تم نے ان ان چیزوں کا خیال رکھنا ہے۔ جب خلیفہ منصور نے امام ابو حنیفہؒ سے کہا تو ان کا تاریخی جواب تھا کہ میں تمھیں بتا دوں کہ اگرچہ تم مجھ پر بھروسہ کر رہے ہو اور میں اگر خوشی سے بھی یہ عہدہ قبول کر لوں تو اگر کوئی ایسا مقدمہ آیا، میں تمہارے خلاف فیصلہ دینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ انہوں نے یہ بادشاہ وقت کے منہ پر کہا کہ اگر مجھے دھمکی دی جائے کہ اس فیصلے سے باز آ جاؤ ورنہ تمھیں دریائے فرات میں غرق کر دیا جائے گا، تو میں فیصلہ بدلنے کے بجائے دریائے فرات میں غرق ہو جانے کو ترجیح دوں گا۔

This is Imam Abu Hanifah.

آپ کن کا نام لیتے ہیں۔ آپ اپنے کردار و عمل کو دیکھیں۔ آپ اپنی اخلاقیات کو دیکھیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اگر جج غصہ میں ہو تو اسے اس وقت کرسی سے اٹھ جانا چاہیے۔ اگر جج غصہ میں ہو تو اسے اس وقت فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کے منہ سے کف نکل رہی ہوتی ہے۔ آپ remarks دے رہے ہوتے ہیں۔ آپ کے ماتھے پر شکنیں پڑی ہوتی ہیں۔ آپ اپنا قلم چلانے کے بجائے اپنی زبان چلا رہے ہوتے ہیں۔ میڈم چیئرپرسن! میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ ان کے پچھلے آٹھ دس سالوں کے ارشادات، ملفوظات اور remarks جمع کر لیں تو PLD کے فیصلوں کی موٹی موٹی کتابوں سے زیادہ بڑی کتاب مرتب ہو جائے گی۔ آپ اتنا زیادہ بولتے ہیں۔ کل ایک محترم جج صاحب نے کیا کیا چیزیں کہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ اٹھارہ گریڈ کا فرد اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟

انہوں نے ISI کے Sector Commander کے بارے میں remarks دیتے ہوئے کہا کہ Sector Commander چاند پر رہتا ہے، اس کی کیا حیثیت ہے، ایک grade-18 کا ملازم ہو گا، اس کو اپنی اوقات پتا ہونی چاہیے۔ میڈم! مجھے ISI کے اہلکار سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن وہ ایک انسان ہے، وہ grade-18 کا ہو یا gade-1 کا نائب قاصد ہو۔ وہ اتنا ہی محترم ہے، جتنے آپ محترم ہیں، آپ کو کس نے یہ استحقاق دیا ہے؟ آپ جب یہ کہتے ہیں کہ ہماری عزت کی جائے، ہمیں توہین عدالت کے notices دیتے ہیں، اس لیے دیتے ہیں کہ آپ کی عزت پر ایک حملہ ہو گیا۔ کوئی شخص عدلیہ کی توہین نہیں کر سکتا، کوئی شخص عدلیہ کے بارے میں

کسی قسم کا نازیبا تاثر نہیں دے سکتا، اگر جج کا کردار اور عمل بول رہا ہے، اگر جج انصاف دے رہے ہیں، اگر جج کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے۔

میڈم! اب یہ معاملہ ہے کہ جن 6 judges صاحبان کا ذکر ہو رہا ہے، ان 6 judges نے جن چیزوں کا ذکر کیا ہے، وہ ایک سال پرانی ہیں، ان کو وہ ایک سال تک یاد نہیں آئیں کہ ہمارے گھر میں سے ایک camera نکلا تھا یا ہمارے فلاں بندے کو پکڑ کر torture کیا گیا تھا۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: میں ایوان کا sense لینا چاہتی ہوں کہ آپ 10 minutes کی break چاہیں گے؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب conclude کر لیں، ان کے بعد 10 minutes کی break کر لیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میڈم! آپ کا شکریہ۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں ان کے ضابطہ اخلاق کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، انہوں نے جو 2011 میں خود modify کیا تھا اور یہ ضابطہ اخلاق ان کی website پر بھی پڑا ہوا ہے، میں ان کی صرف دو شقوں کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ ان دو شقوں کے آئینے میں خود اپنا کردار دیکھیں، ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ان کے ضابطہ اخلاق کا Article 2 کہتا ہے کہ جج کو اللہ سے ڈرنے والا، قانون کا پابند، متقی، زبان کا پکا، رائے میں عقل مند، محتاط، تحمل مزاج اور الزام سے پاک ہونا چاہیے۔ یہ وہ qualities ہیں جو ہمارے لیے Articles 62 and 63 میں رکھی گئی ہیں، ہمیں پتا نہیں کہ ہم کتنے لوگ Articles 62 and 63 کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں، ہم پر یہ تلواریں چل جاتی ہیں۔ یہ Articles 62 and 63 judges کے لیے ہیں، یہ کتنے judges پر لاگو ہوا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ انصاف کرتے ہوئے اس کو مضبوط ہونا چاہیے، یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں لیکن کھردرا مزاج نہیں ہونا چاہیے، وہ یہ خود

اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ کھر درامزاج نہیں ہونا چاہیے، نرم خو ہونا چاہیے۔ یہ نرم خوئی ہے کہ آپ بات، بات پر کہتے ہیں کہ وزیر اعظم کو بلائیں گے، آپ وزیر اعظم کو اس طرح بلاتے ہیں جس طرح کوئی bureaucrat bell دبا کر اپنے نائب قاصد کو بلاتا ہے کہ چائے لے آؤ، آپ نے اس کی یہ اوقات رکھی ہوئی ہے۔

میڈم! کل یہ بھی فرمایا گیا کہ ہم وزیر اعظم کو بھی بلائیں گے اور کابینہ کو بھی بلائیں گے، ان کے سامنے پوری کابینہ صف بستہ ہو کر کھڑی ہو جائے۔ آپ کل کہیں گے کہ انہوں نے تقریریں کی ہیں اور ہم پورے سینیٹ کو بھی بلائیں گے، ہمارے سامنے 100 بندے آ کر کھڑے ہو جائیں۔ میڈم چیئرپرسن کو بھی بلائیں گے کیونکہ ان کی سرکردگی میں یہ سارا کچھ کیوں ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، آپ اپنی حدود و قیود کا خیال رکھیں۔ ان کی Article 5 کی آخری شق ہے کہ جج کا عمل عوام کے سامنے ہوتا ہے، اس لیے اس کو تمام شہرت مل جاتی ہے جو اس کے لیے ضروری ہے تو اس کو شہرت کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہیے۔ آپ جو remarks دیتے ہیں، آپ شہرت کے پیچھے بھاگتے ہیں، آپ صبح، صبح اٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں کہ میری سرخی لگی ہے کہ نہیں لگی۔

میڈم! جج صاحبان کو یہ طریقہ کار زیب نہیں دیتا، جج صاحبان محترم اور مقدس ہیں لیکن آپ کئی کئی منزلہ towers کو راتوں رات گرا دیں تو بھی ٹھیک ہے، غریبوں کو بے گھر کر دیں تو بھی ٹھیک ہے۔ آپ 23 لاکھ cases اپنی الماریوں میں چھوڑ کر ڈیم بنانے نکل جائیں تو بھی ٹھیک ہے۔ آپ ایک چلتا ہسپتال اپنے بھائی کی خاطر بند کر دیں تو بھی ٹھیک ہے۔ آپ وزیر اعظم سے کہیں کہ گھر چلے جاؤ کیونکہ آپ نے تنخواہ نہیں لی تو ٹھیک ہے۔ آپ ایک وزیر اعظم کو court میں دو منٹ کی سزا دے کر کہہ دیں کہ گھر چلے جاؤ تو بھی ٹھیک ہے۔

میڈم! ہم کہاں، کہاں اس ٹھیک، ٹھیک کے کھیل میں اپنے آپ کو رسوا کرتے چلیں۔ یہ پارلیمنٹ mother of all institutions کہلاتی ہے، ہم قانون بناتے ہیں اور آپ کہتے ہیں، یہ ماں غلط کر رہی ہے، اس کو پھینک دو۔ ترازو انصاف کا نشان ہے، اگر جج کے ہاتھ میں ترازو ہے تو وہ ترازو کے پلڑوں کو جھکنے نہ دے، یہ نہیں ہے کہ ایک کو Sicilian Mafia کہے اور دوسرے کو ,good to see you جج ایسے نہیں کرتا۔۔۔

(مداخلت)

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب! آپ cross talk میں نہ پڑیں اور آپ بات کریں۔ .Please, no cross talk جی، جی آپ بات کریں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: ایک شخص دو دن پہلے کہے کہ Chief Justice of Islamabad High Court کا کردار شرمناک ہے، یہ tout ہے۔ کیا یہ واوڈا سے کم گالی تھی، واوڈا نے تو کوئی گالی نہیں دی ہے، واوڈا نے ایک سوال پوچھا ہے، اگر آپ کے ترازوں میں اتنی سکت ہے اور آپ ان پلڑوں کو متوازن رکھ سکتے ہیں تو ہر ایک کا notice لیں۔ یہ نہ کریں کہ یہ مجھے اچھا نہیں لگتا اور یہ مجھے اچھا لگتا ہے، اس لیے دس گناہ معاف ہیں اور جو کوئی گناہ نہ کرے تو بھی اس کو کٹہرے میں کھڑا کر دو۔ عدلیہ کا وقار، مقام اور تقدس ہے، یہ ساری چیزیں عدلیہ سے پھوٹتی ہیں، اگر ان کا قلم نہ چلے اور ان کی زبان ہی چلے۔ آپ بے شک ہماری گردنیں اڑا دیں لیکن ہمیں بے لباس نہ کریں، گردنیں اتاریں، لباس تو نہ اتاریں۔ ہر روز ایک نیا الزام لگ جاتا ہے کہ سیاست دان نے یہ کر دیا، اس نے وہ کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے، آپ کے پاس قانون کی طاقت ہے، آپ نے تجاوزات بنا لئے ہیں، آپ کے تجاوزات کے حدیں انتظامیہ کے اندر چلی گئی ہیں، آپ نے انتظامیہ کو بے بس کر دیا ہے۔ آپ نے قوانین بنا دیے، فیصلے دے دیے کہ ایک وزیر اعظم کچھ نہیں کر سکتا، وزیر اعظم کا نام کابینہ ہے۔ اس وقت Chief Justice کا نام Chief Justice تھا۔ انہوں نے اب آ کر Article 184-3 کے اختیار تقسیم کئے۔ اس وقت کہتے تھے کہ نہیں، Chief Justice اکیلا ہی Chief Justice ہے، آپ نے باندھ کر رکھ دیا ہے۔ آپ نے ایک تبادلہ نہ ہونے پر یہ پیغام دیا، ایک جج صاحب جو رخصت ہو گئے ہیں، عظمت سعید شیخ صاحب نے سرعام کہا کہ جا کر وزیر اعظم کو بتا دو کہ اڈیالہ جیل میں بڑی جگہ پڑی ہوئی ہے، ایسے نہ کریں، اس کو promote کریں۔ میں گواہ ہوں اور وزیر اعظم نے Chief Justice کو ایک خط لکھا کہ آپ کے جج اس طرح کی زبان استعمال کر رہے ہیں، اس خط کا آج کے دن تک جواب ہی نہیں ملا۔

میڈم! میں بڑے احترام اور ادب سے کہوں گا کہ ہم آپ کا بہت ادب کرتے ہیں، آپ اپنے ادب کے تقاضوں کو پہچانیں۔ ہم آپ کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں، آپ خود قدر و منزلت کو

محسوس کریں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خاصا وقت دیا، آپ کا بہت ، بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا شکریہ۔اب نماز مغرب کے لیے دس منٹ کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

[The House was adjourned for 10 minutes for Maghrib Prayers]

[The House reassembled after Maghrib Prayers with Madam Presiding Officer in the Chair]

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر قراۃالعین مری آپ PPP کی طرف اسی issue پر بولیے گا۔ Please order in the House سینیٹر صاحب Session start ہو گیا ہے۔

Senator Qurat-Ul-Ain Marri

Senator Qurat-Ul-Ain Marri: Thank you madam Presiding Officer! this is a very important issue when we talk of public importance.

میں سب سے پہلے ذکر کروں گی اس آئین کا جس کے تحت ہمارے سارے ادارے بنے ہیں

that which governs all the organs of State, all the pillars of this State.

I want to draw your attention to Article 25, which says all citizens are equal before law and entitled to equal protection of law and I say this with great respect and I mean no offence but it seems that honourable

courts are in violation of Article 25 of this Constitution. Today we see what we refer to as a دوہراانصاف کانظام۔

and the Leader of the ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ
ہمیں ایکOpposition very rightly said that efficiency in trial.
political نظر آتی ہے، ایکefficiency in trial کی توpolitical leader
without any thing been proven سزا کاٹتا ہےleader 14 years
political leader ہمیں بھی دکھادیتے۔ ایکefficiency ایسیagainst him.
no بھی publicly پر بھی،social media کو honourable judges
good to ظاہر کرتا ہے، اس کے لوگ troll کرتے ہیں۔ اس کو تو آپconfidence
see you کہہ دیتے ہیں لیکن جوleader جس کیparty 50 years تک

for 46 years they kept knocking at your door, the door of Justice because that is the only door we believe to be empowered to impart justice.

اس کو تو آپ ایکsecond کاrespite نہیں دیتے، شہید محترمہ بینظیر بھٹو کورٹ
کچہری کے چکر کاٹتی رہیں، زرداری صاحب چودہ سال جیل کاٹ آئے، بھٹو صاحب کو پھانسی دے دی
گئی، کون سی efficiency کی بات کرتے ہیں۔ PTI should be ever so
grateful آج میں دیکھ رہی تھی ان کے جو Chairman ہیںBarrister Gohar انہوں
نے کہا کہ 1.5 months میں عمران خان release ہو جائے گا۔ یہ Barrister
Gohar کو کیسے پتہ چلا ہمیں بھی پتہ چلے کہ یہ inside information کیسے آتی ہے۔ ہم تو
انتظار کرتے رہے کہ زرداری صاحب کب release ہوں گے، کب release ہوں گے،
کب release ہوں گے۔ 14 years گزر گئے لیکن Barrister Gohar کو پتا ہے کہ
عمران خان صاحب کب release ہوں گے۔

دوہرا نظام نہیں ہونا چاہیے نظام ایک ہونا چاہیے اور نظام ایسا ہونا چاہیے کہ سب کے لیے ایک برابر ہو۔ It is important that we understand that no institution is above criticism. There should be no holy cows. اگر ہم پر سوالات اٹھ سکتے ہیں، اگر executive پر سوالات اٹھ سکتے ہیں تو عدلیہ پر بھی سوالات اٹھ سکتے ہیں۔ عدلیہ کو سوالات welcome کرنے چاہیے۔

They should see it as an opportunity to clear the air, to separate the truth from the lies, to separate facts from propaganda. In fact such questions should be welcome; the questioner should not be labeled as a proxy. It is very unworthy of an honourable judge to be using such terms. I think it is time that judges should stop playing to the galleries.

ایک بہت respectable, وہ ہوتا ہے نہ کہ heavy lies the head that wears the crown. ایک بہت مشکل کام ہے to impart justice, if you bring the aspects of theatrics into justice I don't think you are doing justice either to yourself or to other people. میں بہت request کر کے کہوں گی as a tax payer of this Country کہ اگر *Suo Motu* لینا ہی ہے جج صاحبان کو تو اس بات پر لیں کہ 2.26 million cases pending ہیں Pakistani courts میں۔

That is what they need to take *Suo Motu* on. There are people who are going to pillar to post in every court crying for justice.

لوگ مر جاتے ہیں case ڈال کر دھکے کھا کھا کر وہ مر جاتے ہیں اور پھر ان کے بچے وہ case follow کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ نے *Suo Motu* لینا سو بسم اللہ آپ لیں مگر آپ اس بات پر لیں کہ 2.26 million cases کیوں آپ کی courts میں pending ہیں۔

نیچے سے اوپر یہاں پر تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ آپ لوگ *Suo Motu* لے رہے ہیں for anything that makes headlines, we need to stop pandering to galleries, it is not okay. Every Institution needs to do their job ہمارے پاس ایک honourable judge آئے انہوں نے کہا کہ میں کراچی کو clean کرنا چاہتا ہوں، I will not name.

Karachi should be cleaned from political parties influence who are you to be saying this. Your job is to decide the cases that come to you; your job is to impart justice. What political party is to be elected and what is not to be elected is the voter's job, every institution works with in the ambit of their Constitutional rights I don't think there will be any problem.

We are three pillars of State: Legislative, Executive and Judiciary. میرے خیال میں کسی بھی pillar of state کو کسی اور پر ترجیح حاصل نہیں ہے اور آئین کی روح بھی یہ ہی کہتی ہے everyone should be equal only than we can protect the interests of the people and the Country. So, why then those sitting in Parliament are not allowed to be dual nationals, why then a President of the Country is not allowed to be a dual national but no such bar is for there for the judiciary. Judiciary جو کہ انصاف impart کرتی ہے جو کہ check and balance رکھتی ہے Executive and Legislative پر، ان پر بھی ایسی قدغن ہونی چاہیے۔ ان کو بھی allowed نہیں ہونا چاہیے dual nationality رکھنا۔

I don't advocate either for or against dual nationality what I am saying is what is good for the goose should be good for the gander. انصاف کا ترازو ایک برابر ہونا چاہیے۔

There should be no holy cows, there should be no pandering to galleries. We need to work together; we have to work in such a way that we can give relief to the people.

Judiciary کیسے relief دے گی pending cases ختم کرکے relief دے گی۔ ہم کیسے relief دیں گے لوگوں کی inflation, joblessness, unemployment ختم کرکے ہم انہیں relief دے سکتے ہیں۔

We have to work for the people; to be pitching against each other is not a good look, not for us, not for the honourable judges and not for the Country at large.

So, with all due respect I would request for some introspection. I think it is the time for introspection now and it will do our honourable judiciary no harm to look inwards and to see that they should be open to criticism, to questions and they should be transparent in answering them. Thank you.

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: Thank you for being brief Senator Qurat-Ul-Ain. سینیٹر کاکڑ کافی دیر سے منتظر ہیں تو اگر آپ اپنے خیالات کا اظہار مختصر الفاظ میں کریں so we will be able to conclude soon.

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: میڈم پریذائیڈنگ آفیسر! آپ کو کرسی پر welcome کرتا ہوں۔ یہاں پر آج دوستوں نے بہت تفصیل سے بات کی جو issue تھا۔ اس سے پہلے میں فیصل صاحب کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے انسانیت کے طور پر میں اس کی بھرپور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے بھائی نے یہاں پر ایک green book اٹھائی تھی جس کو ہم آئین پاکستان کہتے ہیں۔ جس میں تمام چیزیں اس ملک کے لیے، اداروں کے لیے، قانون، اس میں ہر چیز موجود ہے۔ اب

یہاں پر ہمارے معزز سینیٹر فیصل واوڈا صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ میڈم! ہم یہاں پر قانون اور آئین کی بات بھی کرتے ہیں اور ایوان کو بالادست ہونے کی بات بھی ہم کرتے ہیں۔ پھر جب بیچ میں اداروں کا ٹکراؤ آتا ہے تو اس سے ملک اور عوام کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ یہاں پر ایک چھوٹا سا لفظ ہے suo motu آپ ہمارے لیے محترم ہیں۔ اس بلڈنگ میں جتنے لوگ تشریف فرما ہیں وہ سب ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ میرے خیال میں فیصل واوڈا صاحب نے کوئی ایسی بات بھی نہیں کی ہوگی جس سے آپ کا استحقاق مجروح ہوا۔ آپ نے ایک دم طیش میں آکر suo motu لے کران کو پیش ہونے کا حکم جاری کر دیا۔ یہ suo motu والی جو تلوار ہے جو Judiciary کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس پر یہاں پر debate ہونی چاہیے۔ جہاں پر آپ کی عزت ہے کیا وہاں پر اس ایوان کی عزت نہیں ہے۔ یہاں پر وہ افراد بیٹھے ہوئے ہیں جو 25 کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اصل نمائندگان تو یہ ہیں۔ آپ کو تو کسی کی عزت نظر نہیں آتی۔ صرف اپنی عزت نظر آتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ Judiciary میں تمام افراد کے ہم مخالف ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنی domain میں رہیں اور ہم اپنی domain میں رہ کر کام کریں گے۔ ہمارا کام قانون سازی ہے۔ اگر آپ نے suo motu لینا تھا تو آپ نے چینی کے بحران پر کیوں نہیں لیا۔ جب آپ نے suo motu لینا تھا تو جب ٹاور گر رہا تھا اس وقت آپ کو suo motu لینا چاہیے تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس میں کتنے لوگ بے گھر ہو گئے۔ اگر آپ نے suo motu لینا تھا تو اسٹیل ملز پر لے لیتے۔ اگر آپ نے لینا تھا تو PIA پر لے لیتے۔ اگر آپ نے لینا تھا تو آپ ریلوے پر لے لیتے۔ ہاں! آپ کی بات آئی تو آپ پر قیامت گر گئی۔

میڈم چیئر پرسن! میں نے پہلے بھی بات کی ہے۔ پہلے ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی ہوگی۔ جب ہم ایک page پر ہوں گے تو ہم پاکستان، ریاست اور عوام کو مشکلات سے نکال سکتے ہیں۔ اگر ہم آپس میں دست و گریباں ہوں گے تو اسی طرح کے حملے ہم پر ہوتے رہیں گے۔ کبھی آپ کی باری، کبھی میری باری اور کبھی اس کی باری ہوگی۔ ایک line ہونی چاہیے۔ Judiciary وہ ستون ہے جس سے ریاستیں، ملک اور عوام بہت ترقی کر جاتے ہیں اور بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں چرچل نے جب اپنے لوگوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ ہمارا کون سا ادارہ ایسا ہے جو ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔ تو عوام نے جواب دیا کہ ہمارا واحد ادارہ Judiciary ہے جو

ابھی تک کام کر رہا ہے۔ تو چرچل نے بتایا کہ ہم جنگ ہاریں گے نہیں بلکہ ہم جیتیں گے۔ آج وہ ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہماری Judiciary اپنی عوام کو اور اپنے ہی لوگوں کو چاہے چیف جسٹس آف پاکستان ہو، چاہے صدر پاکستان ہو، چاہے وزیراعظم ہو یا عام شہری ہو سب کی عزت ایک جیسی ہے۔ میڈم چیئرپرسن! آپ کی عزت ہم سے بالا نہیں ہے۔ اگر آپ کو اللہ نے یہ طاقت دی ہے کہ آپ دو الفاظ لکھ کر وزیراعظم کو گھر بھیج دیتے ہیں۔ یہاں شہید بھٹو کی بات ہوئی۔ چالیس پچاس سال بعد جب کیس کا فیصلہ آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ اب پچاس سال بعد آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ چلو، شکر ہے کہ آپ نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا کہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ اب چالیس یا پچاس سال اس گھر پر جو گزرے ہیں۔ اس ملک کو جو نقصان ہوا ہے۔ عوام کو جو نقصان ہوا ہے اور اس خاندان کو جو نقصان ہوا ہے وہ کون پورا کرے گا۔ اس SHO کی، اس DSP کی اور جج کی کوئی accountability ہوئی ہے۔ آج تک کبھی بھی نہیں ہوئی ہے۔ میڈم! اس طرح کے اور بھی cases موجود ہیں۔ ایک کیس کی باری سات سال بعد آتی ہے۔ ایک غریب آدمی جو بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا یا پنجاب سے اپنے کیس کے لیے آتا ہے تو اس کو تین چار گھنٹے انتظار کے بعد کہا جاتا ہے کہ آپ کی فلاں نئی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ میں ایک سیاسی statement جاری کرتا ہوں اور سیاسی scoring کر لیتا ہوں اور اپنے فیصلوں سے دور رہتا ہوں تو پھر اس طرح کے ٹکراؤ ہمارے بیچ آئیں گے۔ یہ ٹکراؤ تو پھر ہمارے درمیان ہوگا۔ اس حوالے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے جو ساتھی اور دوست یہاں پر تشریف فرما ہیں ہمیں ایک ہونا چاہیے۔ سیاست اور پارٹیاں، میں پھر یہ کہتا ہوں اور بار بار یہ کہتا آرہا ہوں کہ اس کو اپنی جگہ پر ہونا چاہیے۔

میڈم چیئرپرسن! ابھی جو گندم والا سکینڈل ہوا تھا اس پر آپ *suo motu* لے لیتے۔ پھر ہم کہتے کہ واقعی آپ *suo motu* لیتے ہیں۔ جب آپ کی ذات پر بات آتی ہے تو آپ *suo motu* لیتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمیں ٹکراؤ کی طرف لے جاتی ہیں۔ یہاں پر Tout کے حوالے سے بھی ایک بات کی گئی ہے۔ اس کے بارے میں مزید بات تو نہیں ہوئی اور نہ کوئی *suo motu* لیا گیا۔ الٹا یہ کہا گیا ہے کہ ,proxy کس way میں کہا گیا ہے۔ کونسا ثبوت آپ کے پاس ہے یا آپ نے ویسے ہی لوگوں کی عزتیں اچھالنی شروع کر دی ہیں کیونکہ آپ کے خلاف تو کوئی بات کر ہی نہیں سکتا۔ آپ تو ایسی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہوں کہ اگر کوئی بات کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے کہتا

ہے کہ جان کی امان چاہتا ہوں۔ پھر یہ باتیں کیسے ختم ہوں گی۔ ہم کیسے ترقی کریں گے۔ ہم کیسے آگے جائیں گے۔ پھر جہاں بھی جو کچھ بھی ہو جاتا ہے کہ میں گریڈ 19 کے آفیسر کو بلاتا ہوں چاہے وہ ISI, MI, FIA یا جس ادارے سے بھی وہ تعلق رکھتا ہو۔ یہ ادارے اس ملک کے ہیں۔ یہ ادارے اسی پاکستان کے ہیں۔ یہ ادارے اس ملک کو مشکلات سے نکالنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ ان اداروں میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی عزت رکھتے ہیں۔ اس طرح تو نہیں کہ فلاں کو بلا لو، فلاں کو بلا لو۔

میڈم چیئرپرسن! یہ چیزیں، اگر آپ پچھلے ادوار میں چلی جائیں۔ چلو، جو ہوا وہ ہوا لیکن اب ہمیں کم از کم بیٹھنا چاہیے۔ میرے تمام دوست تشریف رکھتے ہیں۔ ہمیں ان 25 کروڑ عوام کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ عوام جو ان ایوانوں کو دیکھ رہے ہیں۔ خدارا! ہم ان کے لیے کچھ نہ کچھ کریں۔ ہمیں ان لڑائیوں سے اب نکلنا چاہیے۔ جب ہم ان ذاتی لڑائیوں سے نکلیں گے تو پھر جا کر ہم عوام کو کچھ نہ کچھ دے سکتے ہیں۔

یہاں پر بجلی کی بات ہوئی۔ یہ تو بہت بڑا topic ہے۔ اس پر کسی اور دن بات کروں گا۔ اب یہ بجلی کا topic ہمارے سامنے ہے کہ کیا ہونے جا رہا ہے اور کیا ہوا ہے۔ اس پر ہمیں بیٹھ کر اور سر جوڑ کر بات کرنی چاہیے تاکہ ہم عوام کو درپیش مشکلات میں آسانیاں پیدا کریں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر کاکڑ! شکریہ۔ بجلی کا ایشو کسی اور دن پر رکھیں۔ میں ہاؤس کا تھوڑا سا sense لینا چاہتی ہوں۔ آٹھ بج گئے ہیں، کچھ ممبرز جانا چاہ رہے ہیں جبکہ کچھ ممبرز بولنا چاہ رہے ہیں۔ جیسے میں نے شروع میں عرض کیا تھا، ہر پارٹی سے یا تو ان کا پارلیمانی لیڈر یا ایک نمائندہ بولے گا۔ اب سبزواری صاحب! آپ صبح بولنا چاہیں گے؟ سینیٹر طلال چونکہ خود *suo motu* کا سامنا کر چکے ہیں، اس وقت ان کا بھی استحقاق بنتا ہے۔ ایک دو اور parties بیٹھی ہیں جن کی نمائندگی ہونی ہے۔ یا تو کل صبح کر لیں۔ جی وزیر قانون! آپ نے بھی wind up کرنا ہے تو بتائیے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے خیال میں پھر winding up بھی ہو جائے گا۔ کل کا بزنس بھی وقفہ سوالات کے بعد بڑا thin ہے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ جتنے بھی speakers ہیں، آرام سے کل بول لیں اور آپ wind up کر لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے خیال میں اسی ترتیب سے جیسے جیسے لوگوں نے request کر رکھی ہے، سب بولیں۔ اس مرتبہ سیشن میں آپ کو میرے خیال میں آسانی یہ ہے کہ ہمارا legislative business بہت thin ہے کیونکہ قومی اسمبلی ابھی وجود میں آئی ہے اور وہاں سے ابھی legislative case نہیں نکل رہے تو ہمارے پاس time ہے۔ کل صبح morning session ہے۔ I will make sure that I remain here. ہم اسے conclude کر دیں گے۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: Conclude کرنے کے ساتھ ساتھ میں آپ سے گزارش کروں گی اور چاہوں گی کہ سینیٹر زرقا کا calling attention کل لگے اور اس پر آپ وزیر کو پابند کر دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں عرض کر دوں، اگر تو سینیٹر زرقا چاہتی ہیں کہ میں reply کر دوں، میں حاضر ہوں۔ مقبول صدیقی صاحب کا پیغام آیا ہے کہ وہ 27 تاریخ تک کسی کانفرنس کے سلسلے میں unavailable ہیں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اجتماعی ذمہ داری کے تحت جواب دے دیجیے گا۔

Senator Zarqa, your calling attention should come up tomorrow, as promised.

سینیٹر زرقا سہروردی تیمور: میڈم! میں صرف دو منٹ کے لیے point of public importance پر بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: میڈم! یہ سب کل ہو جائے گا۔ کل آپ کو time ملنا ہے۔ اب تو آپ کی reporting بھی نہیں ہو گی۔

Explanation by Senator Azam Nazeer Tarar, Federal Minister for Law regarding Federal Government's response to the issue of Pakistani students in Bishkek

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جانے سے پہلے صرف ایک منٹ کی explanation تھی۔ بشکک کے بارے میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا کہ حکومت سوئی رہی ہے۔ میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے اس معاملے کو جب سے یہ شروع ہوا، خود monitor کیا ہے۔ He made sure کہ وہاں پر ہمارا سفارتخانہ فوری طور پر متحرک ہو۔ وہاں پر ڈیسک قائم کیا گیا۔ تین special flights آچکی ہیں۔ دو extraordinary flights آئیں۔ حکومت پاکستان ان بچوں کو لارہی ہے۔ دو وزراء کو انہوں نے وہاں پر بھیجا اور وہ سارے operation کی نگرانی کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ دیگر ممالک، بھارت، بنگلہ دیش اور مصر کہیں سے اس طرح کے responses نہیں آئے۔ یہ اس طرح کی وضاحت تھی۔ بہت شکریہ۔

میڈم پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ ابڑو صاحب اور زرقا صاحبہ! آپ کو کل صبح صبح موقع دیں گے۔ زرقا صاحبہ کا calling attention بھی لگنا ہے۔ آپ سے promise کیا ہے۔ اب ہاؤس wind up ہو رہا ہے، پھر دوسرے ممبرز بھی چاہیں گے۔ منسٹر صاحب! کل آپ نے رؤف حسن کی بھی رپورٹ لانی ہے۔ ابھی ہم اجلاس کو adjourn کرتے ہیں۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 22nd May, 2024 at 10:30 am.

[The House was adjourned to meet again on Wednesday, the 22nd May, 2024 at 10:30 am.]